بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد مسیح موعودؑ نمبر

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

❁ جلد 75 ❁ شمارہ 12

ایڈیٹر: منصور احمد

ارشاد باری تعالیٰ

وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا ○ اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا ○ ﴿سُوۡرَۃُ الدَّھۡرِ: 10-9﴾

ترجمہ: اور وہ کھانے کو، اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے، مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں محض اللہ کی رضا کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم ہرگز نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔

❁ 29 رمضان 1447 ہجری قمری ❁ 19 امان 1405 ہجری شمسی ❁ 19 مارچ 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خدا کی مخلوق کی خدمت خدا کی عبادت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم مَیں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ اس پر وہ جواب دے گا تو رب العالمین ہے تو کیسے بیمار ہوسکتا ہے اور مَیں تیری عیادت کس طرح کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اور تو اسکی عیادت کے لئے نہیں گیا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اگر تو اسکی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اور اسکی عیادت میری عیادت ہوتی۔ اے ابن آدم مَیں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ کہے گا اے میرے رب تُو تو رب العالمین ہے۔ کھانے سے بے نیاز ہے۔ مَیں تجھے کیسے کھانا کھلاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے یہ علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو گویا تو نے مجھے یہ کھانا کھلایا ہوتا۔ اے ابن آدم مَیں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ کہے گا اے میرے رب تو رب العالمین ہے۔ پیاس سے بے نیاز ہے۔ مَیں تجھے کیسے پانی پلاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تو اُسے پانی پلاتا تو گویا تو نے یہ مجھے پانی پلایا ہوتا اور اس کا ثواب میں تجھے دیتا۔ (مسلم کتاب الۡبِرِّ والصلۃ باب فضل عیادۃِ المریض بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 583)

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں

طعام کہتے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں سڑا ہوا باسی طعام نہیں کہلاتا۔ الغرض اگر اُس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے اور کھانا شروع نہیں کیا فقیر کی صدا پر نکال کر دے تو یہ تو نیکی ہے بیکار اور نکمّی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کرلو کہ نکمّی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں [1] داخل نہیں ہوسکتا۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۷۹)

اَخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو

یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا الخ یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اُس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

مومن وہ ہیں جو خدا کی محبّت سے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہم محض خدا کی محبّت اور اُس کے مُنہ کے لئے تمہیں دیتے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ شُکر گزاری چاہتے ہیں۔ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۴۲) (بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلد نمبر 3 تفسیر سورۃ الدھر صفحہ 282-281)

---

[1] جنّت

تفسیر کبیر سے اقتباس

اگر انسان کے اندر یتامیٰ ومساکین کی حقیقی محبت ہوتی تو بھوک والے دِن ان کو کھانا کھلاتا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البلد کی آیت اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَۃٍ ○ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ ○ اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَۃٍ ○ ......کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر اس (انسان) کے اندر یتامےٰ ومساکین کی حقیقی محبّت ہوتی اور وہ ان کی تکالیف کو دُور کرنے کا صحیح احساس اپنے اندر رکھتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ بھوک والے دن ان کو کھانا کھلاتا۔ یعنی قحط میں ان کی خبر گیری کرتا یا فقر و فاقہ میں ان کے لئے غلّہ وغیرہ مہیّا کرتا۔ یہ مان لیا کہ وہ سو سو اونٹ ایک ایک دن میں ذبح کرتا رہا ہے۔ مگر ہم تو یہ کہتے ہیں وہ بے موقعہ ذبح کرتا رہا ہے اور ان کو ذبح کرنے کا موقعہ یہ تھا کہ وہ یتامیٰ اور مساکین کے لئے ان کو ذبح کرتا اور ان کا گوشت ان میں تقسیم کر دیتا یا خود پکا کر ان کو دعوت دے کر ان کی بھوک کو دُور کرتا۔ یہاں فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَۃٍ کے الفاظ اسی حکمت کے ماتحت لائے گئے ہیں کہ پہلے یہ ذکر آچکا تھا کہ وہ نام ونمود کے لئے جاہ طلبی اور شہرت کے حصول کے لئے اپنا روپیہ صرف کر دیتا ہے۔ اس سے خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ ممکن ہے وہ یتامیٰ ومساکین کو بھی کھلا دیتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ازالہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ روپیہ تو خرچ کرتا تھا۔ اپنے اونٹوں کو بھی ذبح کرتا تھا۔ مگر بھوک والے دن نہیں۔ یعنی جب بھوکوں کو ضرورت ہوتی تھی وہ ان کو ذبح نہیں کرتا تھا۔ بلکہ جب اپنی شہرت کا جنون اس کے سر پر سوار ہو جاتا تو سو سو اونٹ ایک ایک دن میں ذبح کر دیتا۔ حالانکہ اگر حقیقی ضرورت کو مدِّنظر رکھ کر وہ کام کرتا تو دوستوں کی دعوت کے لئے صرف ایک اونٹ ذبح کرتا اور ننانوے اونٹ یتامیٰ ومساکین کے لئے رکھ لیتا تا کہ ان کو فاقہ کی مصیبت پیش نہ آتی۔ پس چونکہ اس نے قومی ضرورت کو مدِّنظر نہیں رکھا اور اپنے مال کو بے موقعہ خرچ کر کے ضائع کر دیا۔ اس لئے ہماری نگاہ میں وہ کسی تعریف کا مستحق نہیں۔ نہ اس قابل ہے کہ لوگ اس کو احترام کی نظر سے دیکھیں۔

یہاں یتیم کے ساتھ ذَا مَقۡرَبَۃٍ کے الفاظ کا اضافہ اس لئے کیا گیا ہے کہ قرابت والا یتیم بہر حال انسان کو اپنے پاس رکھنا پڑتا ہے اور اس کے خورد نوش کی ذمہ داری یا تعلیم اور لباس وغیرہ کے اخراجات انسان کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ یہ الگ امر ہے کہ کوئی شخص ان اخراجات کو طوعاً برداشت کرے یا کرہاً مگر بہر حال خاندانی ذمہ داریاں تقاضہ کرتی ہیں کہ انسان اپنے قرابت دار یتیم کا خیال رکھے۔ مگر فرمایا تمہاری تو یہ حالت ہے کہ تم ایسے یتیم کو بھی کھانا نہیں کھلاتے جو تمہارا قریبی رشتہ دار ہوتا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تمہاری حالت خطرناک حد تک گر چکی ہے۔

اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ قریبی یتیم کو تو کھانا کھلانا چاہئے مگر دوسرے کو نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی اور یتیم کی پرورش تو الگ رہی تم سے تو اس بات کی بھی امید نہیں کی جاسکتی کہ تم اپنے قریبی یتیموں کی خبر گیری کرو گے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھو گے۔ جب ایک قریبی ذمہ داری سے تم اس قدر لاپرواہو تو دور کی ذمہ داری کے پورا کرنے کی طرف تمہاری توجہ ہی کہاں ہوسکتی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 624 مطبوعہ قادیان)

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/ مارچ 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

جہاں انصاف نہ ہو وہاں پھر تباہی آتی ہے اُمّتِ مسلمہ کیلئے اور دنیا کے امن کیلئے دعا کریں!

موجودہ امریکہ ایران جنگ کے تناظر میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہل دنیا کو دردمندانہ نصائح

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6 مارچ 2026ء میں ایران امریکہ جنگ کے حوالہ سے فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے دنیا میں جلد امن کے قیام کیلئے دردمندانہ نصائح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ جو پیغام لائے اس کا مقصد خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لانا، اس کی عبادت کرنا، اس کی توحید کا قیام اور اس کیلئے کوشش کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے کوشش کرنا ہے۔ پھر ایک امت واحدہ بن کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا ہے۔ مگر آج اس دعوے کے باوجود کہ ہم کلمہ گو ہیں، ہم ایک اکائی نہیں ہیں۔ ہمارے اعمال وہ نہیں ہیں جس تعلیم کا ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ نتیجۃً جب ہم اسلامی دنیا کا جائزہ لیں تو انتہائی قابل فکر حالت ہے۔ بعض ممالک کے پاس قدرتی وسائل اور اس کی دولت ہے مگر اس کے باوجود دنیا کی طاقتوں کے سامنے ان کا کوئی خاص مقام ہے اور نہ دین کی ترقی کے لیے ان کا کوئی خاص کردار ہے، نہ ہی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے ان کی کوئی خاص کوشش نظر آتی ہے۔ اس کا نتیجہ بالکل ظاہر ہے کہ غیر اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مسلمانوں کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ بحیثیت ملت اسلامیہ ہم نے ایک ہونا ہے اور اس کے لیے ہم نے بھرپور کوشش کرنی ہے۔ اگر ایسا ہوگا تو تب ہی ہم دنیا کے حملوں سے بچ سکیں گے، تب ہی ہم اپنا وقار قائم کر سکیں گے اور اسلام مخالف طاقتوں کو اپنے اندر پھاڑ ڈالنے سے روک سکیں گے۔

اس کے لیے ہمیں یہ غور کرنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اس کے لیے کیا انتظام فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمایا ہے۔

دنیا کے حالات کے بارے میں مَیں ایک عرصے سے یہ کہہ رہا ہوں کہ یورپ کے ممالک تو حالات کی ابتری کی وجہ بنیں گے ہی مگر اسلامی ممالک بھی اس فساد میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔

مغربی طاقتوں نے پہلے اسلامی ممالک کو آپس میں لڑایا اور اب ان کے وسائل پر قابض ہونے کے لیے مسلسل کوششیں کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ یہ دجالی طاقتیں کبھی بھی ہم مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق سے رہتا نہیں دیکھ سکتیں۔ ان کا اصل ایجنڈا ہی یہی ہے کہ مسلمانوں میں ہمیشہ فساد پیدا کیا جاتا رہے۔

ہمارا کام یہ ہے کہ آج دعا کے ذریعے خدا کے آگے جھکیں اور مسلم دنیا کے لیے بہت دعا کریں۔

امریکہ نے بہت سارے اسلامی ممالک میں اپنے فوجی اڈے قائم کیے ہوئے ہیں، مگر کس لیے؟ کیا ان ممالک کی حفاظت کے لیے؟ آخر ان عرب ممالک کو کس سے خطرہ تھا؟ ان طاقتوں نے خود خطرات پیدا کیے اور پھر مسلمان ممالک کو یہ تاثر دیا کہ تمہیں خطرہ ہے اس لیے تمہاری حفاظت کے لیے یہ انتظام کیا جا رہا ہے۔ مسلمان ممالک کو جس سے اصل خطرہ ہے اس کے خلاف تو یہ فوجی اڈے کبھی استعمال بھی نہیں کریں گے۔

ایران تو ہمیشہ ہی ان ممالک کو کھٹکتا رہتا تھا۔ اسرائیل کے خلاف ایران کی پالیسی زیادہ سخت تھی، دیگر اسلامی ممالک سے عقائد کا اختلاف بھی تھا۔ اس سب کا ان عالمی طاقتوں نے فائدہ اٹھایا اور اپنی موجودگی اس خطے میں یقینی بنالی۔ ان اڈوں کی وجہ سے ہی عرب ممالک پر حملوں کا خطرہ تو تھا اور حملہ ہوا اور ان حملوں سے عرب ممالک کی معیشت تباہ ہوئی۔ اس صورت حال کا فائدہ ان عالمی طاقتوں کو ہی ہوا اور آئندہ بھی ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے عراق جنگ کے دوران یہ فرمایا تھا کہ یہ فساد اب بڑھتا جائے گا۔ کاش! مسلمان ممالک اس سے سبق سیکھتے۔

یہ بدامنی ان ہی عالمی طاقتوں کی پھیلائی ہوئی ہے اور بظاہر اس کے رکنے کا امکان نظر نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص تقدیر ہو۔ اس کے لیے بھی انہیں بہر حال کوشش کرنی ہوگی اور ہمیں اس کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔

یہ ظلم جس طرح روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اس سے لگتا ہے کہ وسیع پیمانے پر جنگ عظیم ہونی ہے۔ بلکہ بعض مغربی تبصرہ نگاروں کے مطابق تو جنگ عظیم شروع ہو چکی ہے۔ مَیں بھی یہی کہتا ہوں کہ شروع ہو چکی ہے۔ لیکن اب بھی اگر مسلمان دنیا عقل سے کام لے تو یہ اب بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

مشرق وسطیٰ میں جو جنگ ہو رہی ہے کہنے کو تو یہ امریکہ نے ایران پر حملہ کر کے شروع کی ہے، مگر ایران نے پہلے تنبیہ کی تھی کہ اگر ہم پر حملہ ہوا تو عرب ممالک میں قائم امریکی اڈوں پر حملہ کریں گے اور ایسا ہی ہوا۔ یہ رجیم چینج کا نعرہ لگاتے تھے مگر کیا حاصل ہوا؟ خامنہ ای صاحب کو تو شہادت کا مقام مل گیا اور ان کی عزت اور بڑھ گئی، ان کے پورے خاندان کو مارا گیا تو اس سے رجیم چینج کیا ہونی تھی، ان کی قوم مزید متحد ہو گئی۔

مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک میں دفاعی طاقت نہیں ہے، ان کا مکمل انحصار مغربی طاقتوں پر ہے۔ یہ جنگ اب خوفناک صورت اختیار کر چکی ہے۔

عرب طاقتوں کو جہاں ایک طرف تیل کے کنویں بند ہونے سے نقصان ہو رہا ہے، مہنگائی بڑھ رہی ہے وہیں انہیں اس جنگ میں امریکی دفاعی سہولت حاصل کرنے کا خرچ بھی ادا کرنا پڑے گا۔ اس سب سے عرب دنیا کی معیشت کو بہت نقصان پہنچے گا۔

امریکی صدر گذشتہ امریکی حکومتوں کی پالیسی پر ہی عمل پیرا ہیں۔ یہ ان کی آج کی پالیسی نہیں بلکہ مدت سے یہی پالیسی ہے کہ جہاں دل چاہے اس خطے کے وسائل پر قبضہ کر و اس کا جواز کچھ بھی پیش کر دو کہ یہ وجہ ہوئی وہ وجہ ہوئی۔ جو ملک ان کے ساتھ شامل نہ ہو اس کے خلاف دھونس اور دھمکی سے کام لیا جاتا ہے۔

جہاں انصاف نہ ہو وہاں پھر تباہی آتی ہے۔ ان طاقتوں نے سینکڑوں بچے اور معصوموں کو مار دیا یہ کیسی جنگ ہے جس میں بچوں کے سکول پر بمباری کی جا رہی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔

اسلام توحید کے قیام کے لیے آیا تھا اور اسی مقصد کے لیے مسلمان ممالک کو کوشش کرنی چاہئے اور متحد ہونا چاہئے۔ ان طاقتور ممالک کو اپنا خدا نہ سمجھیں ورنہ یہ ممالک ایک ایک کر کے تمام اسلامی ممالک اور ان کے وسائل پر قبضہ کر لیں گے۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کو واضح ہدایت دی ہے کہ اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی دوسرے پر چڑھائی کرے تو چڑھائی کرنے والے کے خلاف سب مل کر جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اور جب وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان لڑنے والوں میں صلح کرا دو۔

یہ وہ حکم ہے جو دنیا کے امن کے لیے بھی ضروری ہے اور مسلمانوں کے لیے تو اس کی اہمیت اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ ہدایت فرمائی ہے۔ صلح کراتے ہوئے اپنے ذاتی فائدے نہیں دیکھنے بلکہ اصل مسئلے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ پاکستان اور دیگر بعض ممالک بشمول چین وغیرہ نے صلح کرانے کے لیے پیشکش کی ہے ایران سمیت ان عرب ممالک کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

ہمارا کام تو یہی ہے کہ دعا کریں اور رمضان میں صرف اپنی ذاتی ضروریات کے لیے دعا نہ کریں بلکہ امت مسلمہ کے لیے اور دنیا کے امن کے لیے دعا کریں۔

⁂

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی
محترمہ صاحبزادی امتہ الجمیل صاحبہ کا ذکر خیر

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ مارچ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی محترمہ صاحبزادی امتہ الجمیل صاحبہ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے آپ کا ذکر خیر فرمایا ہے جس کا خلاصہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

محترمہ صاحبزادی امتہ الجمیل صاحبہ جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور ناصر محمود سیال صاحب کی اہلیہ تھیں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کی بہو تھیں نواسی سال کی عمر میں وفات پا گئی ہیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ آپ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ حرم حضرت مصلح موعودؓ کے بطن سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

آپ کا نکاح 1955ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ حضور چونکہ بیمار تھے اس لئے آپ نے لیٹے لیٹے یہ نکاح پڑھایا اور دعا دی۔ اس نکاح میں صرف گھر کے چند لوگ شامل ہوئے۔ حضور نے فرمایا اس نکاح کے دوران حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر شروع سے آخر تک ایک خاص قسم کی کیفیت طاری رہی۔ 1956ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کے چار بچے ہیں۔ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں۔ بیٹا زائر مصطفیٰ صاحب، بیٹی یاسمین ملک صاحبہ کینیڈا میں، بیٹی سعدیہ احمد صاحبہ یوکے میں اور صوفیہ احمد صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا صمد احمد صاحب ناظر خدمت درویشان ربوہ میں ہیں۔

مکرم ناصر محمد سیال صاحب وقف زندگی تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب فضل عمر ریسرچ شروع کیا تو اس میں ان کو ریسرچ کے لئے لگایا۔ بعد میں جماعت نے ان کو اجازت دے دی کہ وہ اپنا کام کریں۔

فرمایا مرحومہ نہایت غریب پرور تھیں۔ آپ کی وفات کے بعد ان کے بعض حسابات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر غریبوں کا خیال رکھتی تھیں۔ ان کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بعض واقعات اور آپ کے بعض رؤیا بھی ہیں۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کرتی تھیں۔

آپ جب سات سال کی تھیں تو آپ کی والدہ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی وفات ہو گئی۔ آپ بہت رو رہی تھیں تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سمجھایا کہ اُمی اللہ میاں کے گھر گئی ہیں۔ دیکھو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ تمہارے دادا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فوت ہو گئے تو کیا تمہاری امی ان سے بڑی تھیں۔ اس کے بعد آپ بالکل نہیں روئیں۔

صاحبزادی امتہ الجمیل صاحبہ مرحومہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی بعض خوابیں بھی ذکر فرمائیں۔

فرمایا آپ چندوں میں بہت باقاعدہ تھیں۔ پہلے ہی حصہ جائیداد کا حساب کر کے رکھا ہوا تھا۔ احباب جماعت کے لئے باقاعدہ دعائیں کرتیں بلکہ جن کے لئے دعا کرنی ہوتی ان کی فہرست اپنے پاس رکھتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ آمین

⁂

خطبہ جمعہ

اگر اللہ تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تُو کس کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں۔ مجھے تو کشاں کشاں میدان عمل میں انہوں نے نکالا ہے۔ جو لذّت مجھے خلوت میں آتی ہے اس سے بجز خدا کے کون واقف ہے۔ میں تقریباً پچیس سال تک خلوت میں بیٹھا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت کی کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت رہی کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امر آمر سے مجبور ہوں (حضرت مسیح موعودؑ)

ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی فائدہ تب ہی ہوتا ہے جب رمضان کے بعد بھی ہم محبت الٰہی اور عبادت کے معیار قائم رکھیں بلکہ بلند کرنے کی کوشش کریں تب ہی ہم اپنے مقصد پیدائش کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے

جو واقعات مَیں بیان کروں گا یا کرتا رہا ہوں ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے اور جائزہ لینے کے لیے انہیں اپنے سامنے رکھے اور کوشش کرتا رہے کہ ہم ان باتوں اور اعمال پر بھی عمل کریں گے جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلامِ صادقؑ کے عبادت کے طریق تھے یا جو اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق تھا۔ صرف یہی نہ ہو کہ ہم ان واقعات کو سنیں اور محظوظ ہوں بلکہ یہ ہمارے لیے راہنما ہونے چاہئیں

انسان کو چاہیے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور پنج وقت اس کے حضور دعا کرتا رہے (حضرت مسیح موعودؑ)

(یوم مصلح موعود) کے جلسے بھی آجکل جماعت میں ہو رہے ہیں اور اس سے تاریخ کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آ رہے ہیں۔ ان سے بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ ان کو دیکھنا چاہیے

انسان کو ہمیشہ اپنے انجام بخیر کی دعا اور اپنے ایمان کی مضبوطی کی کوشش کرتے رہنا چاہیے اور اس کے لیے دعا بھی مانگنی چاہیے۔
اور خاص طور پر ان دعاؤں میں جو رمضان میں کریں یہ دعا بھی ہر ایک کو کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا انجام بخیر کرے۔ ایمان میں مضبوط رکھے

رات کے پہرے کے دوران ہم حضرت صاحبؑ کے کیمپ کے پاس سے گزرتے اور حضور علیہ السلام نماز میں ہی مصروف نظر آتے۔ خدا جانے آپؑ سوتے کس وقت ہوں گے (ایک روایت)

حضورؑ تہجد کی نمازیں بڑی عاجزی سے پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ چھوٹی مسجد کے ساتھ کی کوٹھڑی میں بھی آواز سنائی دیتی تھی۔ حضورؑ کا معمول تھا کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کو بار بار دہراتے تھے (ایک روایت)

آج کل ہم رمضان سے گزر رہے ہیں اور تہجد کی کچھ نہ کچھ توفیق تو مل ہی جاتی ہے۔ اگر نہیں بھی ملتی تو کوشش کرنی چاہیے۔ بے شک مسجد میں تراویح پڑھائی جاتی ہے اور یہ کمزوروں اور بیمار یا ایسے لوگوں کے لیے متبادل کے طور پر ہوتی ہے جو صبح صبح وقت پہ اٹھ نہیں سکتے یا زیادہ وقت دے نہیں سکتے۔ لیکن یہ ایسا متبادل نہیں جو پورا حق ادا کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپؐ کے غلام صادق کا طریق تو یہی ہے کہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھی جائے۔ اس لیے چاہے تراویح پڑھ بھی لی ہو کوشش یہ کرنی چاہیے کہ دو نفل یا چار نفل ہی سہی لیکن نماز تہجد ضرور پڑھیں

حضور علیہ السلام ہر وقت باوضو رہتے ہیں۔ آپؑ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ بہت آہستگی سے مسلسل پڑھتے رہتے تھے (ایک روایت)

’’افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔‘‘ (سید میر حسن صاحب)

جونہی نماز کا وقت ہوتا آپؑ عدالت کی صدا کو چھوڑ کر اور غیر حاضری سے ہونے والے نقصانات کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے (ایک روایت)

جہاں یہ مقدمات کی پیروی محض اطاعتِ والد کے فرض کے ادا کرنے کے لیے تھی وہاں آپؑ نے ان مقدمات کے دوران کبھی نماز قضا نہیں کی اور اس طرح ان فرائض سے غافل نہیں ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے متعلق ہیں۔ عین کچہری میں وقت نماز پر اسی طرح مشغول ہو جاتے گویا آپؑ کو اَور کوئی کام ہی نہیں ہے (ایک روایت)

اسی ایک ذات میں فنا اور رضا کی کیفیت تھی جو ہر آن آپؑ پر طاری رہتی تھی۔ دن ہو یا رات خلوت ہو یا جلوت اس محبوب حقیقی کی یاد کبھی دل سے محو نہیں ہوتی تھی

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت الٰہی کا ایمان افروز تذکرہ

رمضان المبارک کی مناسبت سے احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک

ان دنوں میں خاص طور پر مشکلات اور جھوٹے مقدمات میں گرفتار احمدیوں کے لیے بہت زیادہ دعا کریں۔ احمدی بھائیوں کے لیے اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے۔ اُمّت مسلمہ کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دنیا کے تباہی سے بچنے کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ معصوم لوگوں کو ان کے شر سے بچائے اور اگر جنگ اور تباہی مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ معصوموں کو اس سے بچا کے رکھے اور ظالموں کی پکڑ فرمائے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20/فروری 2026ء بمطابق 20/تبلیغ 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡہَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ○

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل سے رمضان شروع ہوا ہے۔ یہ روزوں کا مہینہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے اور اپنی روحانی اصلاح کے لیے مہیا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے سے ہر احمدی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی فائدہ تب ہی ہوتا ہے جب رمضان کے بعد بھی ہم محبت الٰہی اور عبادت کے معیار قائم رکھیں بلکہ بلند کرنے کی کوشش کریں تب ہی ہم اپنے مقصد پیدائش

کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے۔

جیسا کہ گذشتہ چند جمعوں سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت الٰہی، عبادت کے طریق اور معیار اور مومنین کو اس پر عمل کرنے کی جو آپؐ نے نصائح فرمائیں اور ہدایات فرمائی ہیں ان کے بارے میں بیان کرتا رہا ہوں۔ پھر آپؐ کے غلام صادق کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی حقیقی پیروی میں واقعات بیان کیے تھے۔ تو یہ مضمون تو ابھی بھی چل رہا ہے اور آج رمضان کی مناسبت سے بھی یہی چلتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے اسی حوالے سے کچھ واقعات بیان کروں گا جن کا اظہار اللہ تعالیٰ سے تعلق اور دعاؤں کی طرف ہوتا ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ وہ عبادت اور محبت الٰہی کے ان واقعات کو جو آقا اور غلام کے ہیں یہاں تک ہمیں لے آیا کہ ہم رمضان میں داخل ہو گئے۔

ہمیں اپنا جائزہ بھی اس لحاظ سے لینے کی توفیق مل رہی ہے اور مل سکتی ہے کہ ہم اپنی حالتوں کو بہتر کر سکیں۔ پس جو واقعات مَیں بیان کروں گا یا کرتا رہا ہوں ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے اور جائزہ لینے کے لیے انہیں اپنے سامنے رکھے اور کوشش کرتا رہے کہ ہم ان باتوں اور اعمال پر بھی عمل کریں گے جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلامِ صادقؑ کے عبادت کے طریق تھے یا جو اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق تھا۔ صرف یہی نہ ہو کہ ہم ان واقعات کو سنیں اور محظوظ ہوں بلکہ یہ ہمارے لیے راہنما ہونے چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ایک روایت پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے مکرم مولوی محمد عبداللہ بوتالوی صاحب کا بیان لکھا ہے کہ انہوں نے بتایا کہ 1907ء کی غالباً بات ہے کہ ایک دفعہ امۃ الرحمان صاحبہ بنت قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم جو کہتے ہیں میری ننھیالی رشتہ دار بھی تھیں انہوں نے ایک کاغذ کا پرزہ مجھے دیا جو ردّی کے طور پر تھا لیکن چونکہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنین ایدھا اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی عبارتیں تھیں اس لیے میں نے ان کو تبرکاً نہایت شوق سے حاصل کیا اور محفوظ رکھا۔ کہتے ہیں پھر کسی وقت مجھ سے کاغذ ادھر ادھر ہو گیا۔ کسی کتاب میں چلا گیا لیکن بہرحال چونکہ اس کے ساتھ ایک واقعہ کا تعلق ہے جو مجھے امۃ الرحمان صاحبہ نے خود سنایا تھا اس لیے اس میں بے تکلفانہ لکھی ہوئی عبارت میں جو اس پرچے پر لکھی ہوئی تھی جو کاغذ بظاہر ردّی کاغذ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق باللہ، تقویٰ، طہارت اور عبادت میں شغف پر روشنی پڑتی ہے۔ کہتے ہیں اس لیے میں اس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ امۃ الرحمان صاحبہ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہا کرتی تھیں انہوں نے دیکھا اور کہتے ہیں مجھے بیان کیا کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنینؓ نے یہ تجربہ کرنا چاہا کہ دیکھیں آنکھیں بند کر کے کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اب یہ آپس میں گھریلو ماحول ہے اس میں میاں بیوی کا یہ تجربہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ پُرزہ کاغذ پکڑ کر اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہتے ہیں یہ عبارت لکھی جو مجھے حرف بہ حرف یاد ہے۔ گو کاغذ گم ہو گیا لیکن مجھے یاد ہے اور بڑے وثوق سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ دستیاب بھی ہو جائے تو یہی الفاظ اس پر لکھے ہوئے ہوں گے۔ حضورؑ نے آنکھیں بند کرنے کی حالت میں جو لکھا وہ یہ تھا کہ انسان کو چاہیے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور پنج وقت اس کے حضور دعا کرتا رہے۔

پس یہ وہ معیار ہے جس کی آپؑ نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو تلقین کی۔ آپؑ کو ہر وقت صرف یہی خیال رہتا تھا کہ میرے ماننے والے بلکہ ہر مومن انسان ایسا ہو جس میں خدا خوفی ہو اور وہ ہمیشہ عبادت کی طرف توجہ رکھنے والا ہو۔ بہرحال اس تحریر پہ حضرت اماں جانؓ کی بھی جو تحریر تھی وہ بھی میں بیان کر دیتا ہوں جو عام گھریلو معاملات کے بارے میں تھی۔ حضرت اماں جانؓ کے سادہ الفاظ یہ تھے کہ محمود میرا پیارا بیٹا ہے۔ کوئی اس کو کچھ نہ کہے۔ اور پھر ایک اَور فقرہ بچوں کے بارے میں ہی تھا کہ مبارک احمد بسکٹ مانگتا ہے۔ تو یہ بہرحال دونوں کی تحریریں تھیں۔ تو لکھتے ہیں کہ یہ عام گھریلو باتیں تھیں جو انہوں نے لکھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت اگرچہ شکستہ تھی لیکن پختہ تھی۔ گو آنکھیں بند کر کے لکھا تھا یوں لگا تھا گھسیٹ کے لکھا ہوا ہے لیکن بہرحال اس میں پختگی تھی اور پڑھی جاتی تھی۔ باوجود آنکھیں بند کر کے لکھنے کے اس میں سطر بندی مثل دوسری تحریرات کے قائم تھی۔ جس طرح دوسری تحریرات میں آدمی سیدھا لائن میں لکھتا ہے وہ قائم تھا۔ سیدھی لائن تھی لیکن حضرت ام المومنینؓ کے حروف اپنی جگہ سے اوپر نیچے تھے اور سطر بندی بھی قائم نہیں رہی۔ یہ تو خیر ہو گئی۔ لیکن کہتے ہیں کہ لکھی ہوئی تحریر کیا تھی اس میں ایک خاص بات جس کا مجھے ہمیشہ لطف آتا ہے اور واقعی یہ لطف والی بات ہے کہ اپنے گھر میں بے تکلفانہ بیٹھے ہوئے بھی اگر اچانک بے سوچے سمجھے کوئی بات حضورؑ کو لکھنی پڑتی ہے تو وہ نصیحتانہ کلمات کے سوا اَور کوئی نہیں سوجھی اور حضرت ام المومنینؓ کی عبارت ایسی تھی جو ماحول کے مطابق ان کے ذہن میں موجود ہو سکتی تھی۔ تو انہوں نے یہ آگے لکھا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ وہ فرق ہے جو ماموروں اور دوسروں میں ہوا کرتا ہے۔ آپؑ کے دل میں ایک درد تھا کہ کس طرح انسانوں کو خدا تعالیٰ کے قریب لایا جائے اور ان میں عبادت کا شوق پیدا کیا جائے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 148-149 روایت 1204)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○

(البقرہ: 279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

طالبِ دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

پس یہ ایک سادہ سی گھر کے ماحول کی بات ہے لیکن اس میں بڑا گہرا سبق ہے۔

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک اور واقعہ بیان کیا ہے۔ میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ نے بیان کیا کہ حضرت صاحبؑ نے 1884ء میں ارادہ فرمایا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چلّہ کشی فرمائیں اور ہندوستان کی سیر بھی کر لیں گے۔ چنانچہ آپؑ نے ارادہ فرمایا کہ سوجان پور ضلع گورداسپور میں جا کر خلوت میں رہیں اور اس کے متعلق میاں عبداللہؓ کہتے ہیں حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک پوسٹ کارڈ مجھے روانہ کیا۔ تو میں نے یہ عرض کیا کہ مجھے بھی اس سفر اور ہندوستان کے سفر میں ساتھ رکھیں۔ حضورؑ نے منظور فرمایا۔ مگر پھر حضورؑ کو سفر سوجان پور کے متعلق الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہو گی۔ چنانچہ آپؑ نے سوجان پور جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ہوشیار پور جانے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپؑ ماہ جنوری 1886ء میں ہوشیار پور جانے لگے تو مجھے یعنی میاں عبداللہ کو خط لکھ کر حضور علیہ السلام نے قادیان بلایا اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ مَیں دو ماہ کے واسطے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں کسی ایسے مکان کا انتظام کر دیں جو شہر کے کنارے پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو۔ دو منزلہ ہو اور باہر ہو۔ شیخ مہر علی نے اپنا ایک مکان جو طویلہ کے نام سے مشہور تھا خالی کر دیا۔ حضورؑ بہلی میں بیٹھ کر، بہلی چھوٹی بیل گاڑی کو کہتے ہیں، دریائے بیاس کے راستہ تشریف لے گئے۔ میاں عبداللہ صاحبؓ کہتے ہیں کہ مَیں، شیخ حامد علیؓ اور فتح خان صاحب ساتھ تھے۔ فتح خان رسول پور متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا تھا اور حضورؑ کا بڑا معتقد تھا مگر بعد میں بدقسمتی ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر کے نیچے آ کر مرتد ہو گیا۔ حضورؑ جب وہاں دریا پر پہنچے تو وہاں دریا کراس کرنے کے لیے انہوں نے کشتی لی۔ جب کشتی چل رہی تھی تو کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میاں عبداللہ! کامل کی صحبت اس سفر دریا کی طرح ہے جس میں پار ہونے کی بھی امید ہے اور غرق ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ یعنی جو انسان کامل ہو، بزرگ ہو، ولی اللہ ہو اس کی صحبت میں رہنے والا انسان دونوں طرح اس کا انجام ہو سکتا ہے یا وہ پار بھی لگ سکتا ہے یا جس طرح ہم دریا میں کشتی میں جا رہے ہیں یہ کشتی ہمیں ڈبو بھی سکتی ہے۔ کہتے ہیں میں نے حضورؑ کی یہ بات سرسری طور پر سنی مگر جب فتح خان مرتد ہوا تو مجھے حضرت صاحبؑ کی یہ بات یاد آئی۔ بہرحال کہتے ہیں ہم راستہ میں فتح خان کے گاؤں میں قیام کرتے ہوئے دوسرے دن ہوشیار پور پہنچے۔ وہاں جاتے ہی حضرت صاحبؑ نے طویلہ کے بالا خانہ میں قیام فرمایا اور اس غرض سے کہ ہمارا آپس میں کوئی جھگڑا نہ ہو ہم تینوں کے الگ الگ کام مقرر فرما دیے۔ میرے سپرد کھانا پکانے کا کام ہوا۔ فتح خان کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ بازار سے سودا وغیرہ لایا کرے۔ شیخ حامد علیؓ کا یہ کام مقرر ہوا کہ گھر کا بالائی کام اور آنے جانے والے کی مہمان نوازی کرے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ دستی اشتہارات اعلان کر دیا کہ چالیس دن تک مجھے کوئی صاحب ملنے نہ آئیں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کے لیے بلائیں۔ ان چالیس دن کے گذرنے کے بعد میں یہاں بیس دن اَور ٹھہروں گا۔ ان بیس دنوں میں ملنے والے ملیں۔ دعوت کا ارادہ رکھنے والے دعوت کر سکتے ہیں اور سوال و جواب کرنے والے سوال جواب کر لیں۔ حضرت صاحبؑ نے ہمیں بھی حکم دے دیا کہ ڈیوڑھی کے اندر کی زنجیر ہر وقت لگی رہے۔ یعنی دروازہ اندر سے لاک ہو۔ اور گھر میں بھی کوئی شخص مجھے نہ بلائے۔ میں اگر کسی کو بلاؤں تو وہ اس حد تک میری بات کا جواب دے جس حد تک کہ ضروری ہے اور نہ اوپر بالا خانہ میں کوئی میرے پاس آئے۔ نہ اوپری منزل میں جہاں آپؑ ٹھہرے ہوئے تھے کوئی اَور آئے۔ بہرحال کہتے ہیں اور پھر آپؑ نے فرمایا کہ میرا کھانا اوپر پہنچا دیا جاوے مگر اس کا انتظار نہ کیا جائے کہ میں کھانا کھا لوں۔ خالی برتن پھر دوسرے وقت لے جایا کرو۔ پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ نماز میں اوپر اپنی پڑھا کروں گا کیونکہ میں چلّہ کاٹ رہا ہوں تو میں اپنی نماز اوپر پڑھوں گا اور تم لوگ نیچے اکٹھے پڑھ لیا کرو۔ بہرحال جمعہ کے لیے آپؑ نے یہ فرمایا کہ جمعہ کیونکہ ضروری ہے اس لیے کوئی ویران سی مسجد تلاش کرو جو شہر کے ایک طرف ہو جہاں ہم علیحدگی میں نماز ادا کر سکیں۔ چنانچہ شہر کے باہر ایک باغ تھا جس میں ایک چھوٹی سی ویران مسجد تھی وہاں جمعہ کے دن حضورؑ تشریف لے جایا کرتے تھے اور ہم کو نماز پڑھاتے تھے اور خطبہ بھی خود پڑھتے تھے۔

میاں عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ میں کھانا چھوڑنے اوپر جایا کرتا تھا اور حضورؑ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا مگر کبھی حضورؑ مجھ سے خود کوئی بات کرتے تو جواب دے دیتا۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے مجھ سے فرمایا: میاں عبداللہ! ان دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ اگر ان واقعات کو لکھا جاوے تو وہ کئی ورق ہو جاویں۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحبؓ کہتے ہیں کہ پسر موعود کے متعلق الہامات بھی اسی چلّہ میں ہوئے تھے اور بعد چلّہ کے ہوشیار پور سے ہی آپؑ نے اس پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا۔ یہ 20؍فروری 1886ء کا اشتہار ہے جو جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

یہ بھی ایک خاص توارد ہے کہ آج 20؍فروری ہے اور پسر موعود کی پیشگوئی کے بڑی شان سے پورا ہونے کا دن بھی ہے۔

وہ پسر موعود جو پیدا ہوا پیشگوئی کے مطابق۔ باون سالہ خلافت اس کی قائم رہی اور اللہ تعالیٰ نے اسے کامیابیوں سے

نوازا۔ وہ ساری پیشگوئیاں، الہامات اور باتیں جو پیشگوئی مصلح موعود میں تھیں وہ سب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پوری ہوئیں۔ اور یہ توارد مَیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ واقعہ آج کے دن ہی میرے سامنے آ گیا ہے ورنہ آگے پیچھے بھی آ سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اسی میں یہ حکمت تھی کہ آج کے دن ہی آئے اور میں بیان بھی کر دوں۔

20/فروری کے حوالے سے جو پیشگوئی مصلح موعود کا دن ہے۔ اس واقعہ کا پس منظر بھی بیان ہو گیا کہ کس طرح آپؑ گئے، چلّہ کشی کی اور آپؑ کو وہاں بشارتیں دی گئیں۔

اس کے جلسے بھی آجکل جماعت میں ہو رہے ہیں اور اس سے تاریخ کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آ رہے ہیں۔ ان سے بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ ان کو دیکھنا چاہیے۔

بہرحال کہتے ہیں کہ جب چالیس دن گذر گئے تو پھر آپؑ حسب اعلان بیس دن اور وہاں ٹھہرے۔ ان دنوں میں کئی لوگوں نے دعوتیں بھی کیں۔ کئی لوگ مذہبی تبادلہ خیالات کے لیے آئے اور باہر سے حضورؑ کے پرانے ملنے والے لوگ بھی مہمان آئے۔ انہی دنوں میں مُرلی دھر سے آپؑ کا مباحثہ ہوا جو سرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔

جب دو مہینے کی مدت پوری ہو گئی تو حضرت صاحبؑ واپس اسی راستہ سے قادیان روانہ ہوئے۔ ہوشیار پور سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے۔ یہاں اب ایک اَور واقعہ بھی لکھا ہے کہ سفر کے دوران، جہاں باغیچہ سا لگا ہوا ہے۔ وہاں پہنچ کر حضورؑ تھوڑی دیر کے لیے بہلی سے اتر آئے اور فرمایا: یہ عمدہ سایہ دار جگہ ہے۔ یہاں تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؑ قبر کی طرف تشریف لے گئے اور کہا جاتا تھا کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ میاں عبداللہ صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو گیا اور شیخ حامد علیؓ اور فتح خان بہلی کے پاس ہی رہے۔ آپؑ مقبرہ پر پہنچ کر دروازہ کھول کر اندر گئے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور تھوڑی دیر تک دعا فرماتے رہے۔ پھر واپس آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: جب میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر ہے وہ قبر سے نکل کر دوزانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو میں ان سے باتیں بھی کر لیتا۔ ان کی آنکھیں موٹی اور رنگ سانولا ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ دیکھو! اگر یہاں کوئی مجاور ہے تو اس سے اس بزرگ کے حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضورؑ نے مجاور سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کو خود تو نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گزر گئے ہیں۔ ہاں اپنے باپ دادا سے یہ سنا ہے کہ یہ اس علاقہ کے بڑے بزرگ تھے اور علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔ حضورؑ نے پوچھا ان کا حلیہ کیا تھا؟ وہ کہنے لگے کہ سنا ہے کہ سانولا رنگ تھا اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں۔ پھر ہم وہاں سے روانہ ہو کر قادیان پہنچے۔ اس نے وہی حلیہ بیان کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا تھا کہ جب وہ بزرگ سامنے ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مُردوں سے بعض نیک لوگوں کو، اولیاء اللہ کو، نبیوں کو اسی طرح کلام بھی ہو جاتا ہے اور بعض نظر آ جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے طریقے ہیں۔ بہرحال یہ سفر ختم ہوا اور وہ قادیان پہنچے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس سفر کے بارے میں میاں عبداللہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت صاحبؑ اس خلوت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے اور کس طرح عبادت کرتے تھے؟ تو حضرت میاں عبداللہؓ نے جواب دیا کہ یہ ہمیں معلوم نہیں کیونکہ آپؑ اوپر بالا خانہ میں رہتے تھے اور ہمیں اوپر جانے کا حکم نہیں تھا۔ کھانے وغیرہ کے لیے جب ہم اوپر جاتے تو اجازت لے کر جاتے۔ میاں عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ ایک دن جب میں کھانا رکھنے اوپر گیا تو حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ بُوْرِكَ مَنْ فِيْهَا وَمَنْ حَوْلَهَا اور حضورؑ نے اس کی تشریح فرمائی کہ مَنْ فِيْهَا سے مَیں مراد ہوں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مَنْ حَوْلَهَا سے تم لوگ مراد ہو جو میرے ساتھ ہو۔ میاں عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ میں تو سارا دن گھر میں رہتا تھا صرف جمعہ کے دن حضور علیہ السلام کے ساتھ باہر جاتا تھا اور شیخ حامد علیؓ بھی اکثر گھر میں رہتا تھا لیکن فتح خان اکثر سارا دن باہر رہتا تھا۔ اور غالباً اس الہام کے وقت وہ بھی باہر تھا۔ یہ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کا خیال ہے۔ میاں عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ ان دنوں فتح خان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اتنا معتقد تھا کہ ہمارے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ حضرت صاحب کو تو میں نبی سمجھتا ہوں اور میں اس کی اس بات پر پرانے معروف عقیدہ کی بنا پر گھبراتا تھا کہ نبی کس طرح آ سکتا ہے؟ اب تو نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن فتح خان اس وقت آپ کا اتنا معتقد تھا کہ آپؑ کو نبی اس وقت بھی کہتا تھا جب ابھی آپؑ نے بیعت بھی نہیں لی تھی، دعویٰ بھی کسی قسم کا نہیں کیا تھا۔ تین چار سال پہلے کی بات ہے۔ لیکن جب اسے ٹھوکر لگی تو وہ مرتد ہو گیا۔ پس اس لیے انسان کو ہمیشہ اپنے انجام بخیر کی دعا اور اپنے ایمان کی مضبوطی کی کوشش کرتے رہنا چاہیے اور اس کے لیے دعا بھی مانگنی چاہیے۔ اور خاص طور پر ان دعاؤں میں جو رمضان میں کریں یہ دعا بھی ہر ایک کو کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا انجام بخیر کرے۔ ایمان میں مضبوط رکھے۔

میاں عبداللہ صاحبؓ نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دفعہ میں کھانا چھوڑنے گیا تو حضورؑ نے مجھے فرمایا: مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کرتا ہے، اس طرح باتیں کرتا ہے کہ اگر میں ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو یہ جتنے معتقدین نظر آتے ہیں سب پھر جائیں۔ اور ویسے ہوا بھی عملاً یہی کہ بعض لوگ جب آپؑ نے دعویٰ کیا تو پھر گئے اور مخالفت میں بھی بڑھ گئے کیونکہ یہ تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح باتیں کر سکتا ہے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 حصہ اول صفحہ 62 تا 65 روایت نمبر 88)

اسی طرح ایک اَور واقعہ ہے آپؑ کے نماز پڑھنے کے بارہ میں۔ بعض لوگ نماز کے فقہی مسائل کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ کس طرح ہاتھ باندھنے چاہئیں اور نماز کی مختلف حرکات کس طرح ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عبادت اور نماز کے وقت کس طرح عبادت کیا کرتے اور نماز کس طرح پڑھتے تھے۔ ان کے لیے ایک واقعہ میں آتا ہے۔ میاں علی محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نماز کا طریق بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے حضورؑ کو نماز سنت پڑھتے ہوئے دیکھا۔ فرض سے پہلے آپؑ سنتیں پڑھ رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے ہوئے تھے اور دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کہنی تک پہنچتی تھی بلکہ کچھ پیچھے ہی رہتی تھی۔ سجدہ کرتے وقت آپؑ دونوں ہاتھوں کے درمیان ماتھا اور ناک زمین پر رکھتے تھے اور انگلیاں سیدھی کعبے کی سمت ہوتی تھیں۔ ہاتھ یوں سیدھے ہوتے تھے۔ جب آپؑ سجدے سے اٹھتے تھے تو کیونکہ آپؑ کی دستار مبارک ڈھیلی ہوتی تھی، پیچھے ہٹ جاتی تھی اس کو انگلی سے سیدھا کر لیتے تھے۔ بہرحال انہوں نے لکھا ہے کہ یہ سنتیں حضور علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ میں اپنے والد ماجد کی قبر کے جنوب میں کھڑے ہو کر پڑھیں اور اس کے بعد پھر فرض نماز شروع ہوئی جو حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ نے پڑھائی۔ (ماخوذ از روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 13)

اسی طرح حضرت محمد جمیل صاحب بیان کرتے ہیں جن دنوں پہلے پہل طاعون کی بیماری پڑی اور حضرت اقدسؑ باغ میں ڈیرہ لے گئے۔ یعنی اپنے سارے خاندان سمیت وہاں شفٹ ہو گئے۔ کہتے ہیں ہم لوگ راتوں کو پہرہ دیا کرتے تھے اور کیونکہ طاعون کی بیماری کی وجہ سے کھلی جگہ مناسب ہوتی ہے اس لیے آپ وہاں گئے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں رات کے پہرے کے دوران ہم حضرت صاحبؑ کے کیمپ کے پاس سے گزرتے اور حضور علیہ السلام نماز میں ہی مصروف نظر آتے۔ خدا جانے آپؑ سوتے کس وقت ہوں گے۔ (ماخوذ از روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 358)

اسی طرح حضرت چودھری بھائی عبدالرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں کہ

”حضورؑ تہجد کی نمازیں بڑی عاجزی سے پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ چھوٹی مسجد کے ساتھ کی کوٹھڑی میں بھی آواز سنائی دیتی تھی۔ حضورؑ کا معمول تھا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کو بار بار دہراتے تھے۔“

(روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 336)

پس یہ دعا ہمیں بھی دہرانی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہدایت پر قائم رکھے۔

حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحبؓ آپؑ کی تہجد کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جہلم جاتے ہوئے ہم لاہور میں میرے دادا حضرت میاں چراغ دین صاحب مرحوم کے مکان ”مبارک منزل“ میں ٹھہرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رات یہیں گزاری۔ ایک کمرے میں حضورؑ کے سونے کے لیے جگہ بنا دی گئی۔ کہتے ہیں میں بھی اسی کمرے کے باہر دالان میں دروازے کے پاس سو گیا۔ رات کے کوئی تین بجے جب میں جاگا اور کمرے کے اندر حضورؑ کو دیکھا تو حضورؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی وضو کر کے حضورؑ کے پیچھے ساتھ کچھ فاصلے پر نماز پڑھنے لگ گیا اور میں نے بہت کوشش کی کہ حضورؑ جتنا قیام یا رکوع یا سجدہ کرنے کی کوشش کروں مگر نہ کر سکا۔ صرف دو رکعتوں میں ہی میں سخت تھک گیا اور حضورؑ ابھی اسی رکعت میں تھے جس میں خاکسار شامل ہوا تھا۔ یعنی جس رکعت میں شامل ہوئے تھے وہ دو رکعتیں حضورؑ پڑھ رہے تھے، وہ ابھی شروع ہی کی تھیں، قیام میں ہی تھے کہ وہ کہتے ہیں میں تھک گیا۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے تو نماز چھوڑ کے اپنی نماز پڑھنی شروع کر دی۔ یہ اپنے آقا کی اتباع میں آپؑ کی عبادت کا ایک نمونہ تھا اور اس بات کی کوشش تھی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کس طرح حق ادا کرنا چاہیے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ دن کے وقت جب حضورؑ کے گرد ہم بیٹھے ہوئے تھے اور حضورؑ جماعت کو تہجد پڑھنے کی تاکید فرما رہے تھے، جماعت کو تہجد پڑھنے کی تلقین فرما رہے تھے تو خاکسار نے عرض کیا کہ اگر تہجد نہ پڑھی جائے تو

ارشاد باری تعالیٰ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ○

(البقرہ: 283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو

اور انکی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو

(ابن ماجہ، کتاب الادب)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

کم ازکم کیا کیا جائے؟لوگ پوچھتے ہیں ناں کہ تہجد نہیں پڑھی جاتی تو پھر کیا کیا جائے؟اس پر حضور نے فرمایا کہ اس وقت استغفار کثرت سے پڑھے۔ خدا کی تسبیح و تحمید کثرت سے کرے۔ اس سے پھر تہجد پڑھنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

اب یہ دعائیں جو آپؑ نے سکھائیں وہ اس لیے نہیں کہ یہ تہجد کا متبادل ہوجائیں گی بلکہ اس لیے کہ ان سے تہجد پڑھنے کی توفیق ملے گی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی لکھا ہے کہ مجھ سے جب تہجد پڑھنے میں غفلت ہوجاتی ہے، یہ بیان غالباً مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ہے یا اس راوی کا کہ مَیں تو اس پر عمل کرتا ہوں اور مجھے تہجد کی توفیق مل جاتی ہے۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمدؑ جلد 3 صفحہ 178)

پس یہ وہ نسخہ ہے جسے ہمیں اب بھی سستی کے دنوں میں اپنانا چاہیے۔

آج کل ہم رمضان سے گزر رہے ہیں اور تہجد کی کچھ نہ کچھ توفیق تو مل ہی جاتی ہے۔ اگر نہیں بھی ملتی تو کوشش کرنی چاہیے۔ بے شک مسجد میں تراویح پڑھائی جاتی ہے اور یہ کمزوروں اور بیمار یا ایسے لوگوں کے لیے متبادل کے طور پر ہوتی ہے جو صبح صحیح وقت پہ اٹھ نہیں سکتے یا زیادہ وقت دے نہیں سکتے۔ لیکن یہ ایسا متبادل نہیں جو پورا حق ادا کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپؐ کے غلام صادق کا طریق تو یہی ہے کہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھی جائے۔ اس لیے چاہے تراویح پڑھ بھی لی ہو کوشش یہ کرنی چاہیے کہ دو نفل یا چار نفل ہی سہی لیکن نماز تہجد ضرور پڑھیں۔

اسی طرح حضرت خیر الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہار کے دنوں میں صبح کے وقت تقریباً آٹھ بجے قادیان سے سیر کے لیے نکلے اس راستہ سے جو کہ بھینی اور قادر آباد کے درمیان ہے اور جس کو سڑک بھی کہتے ہیں۔ آپؑ نے قادیان کی زمین کی حد پر دو نفل نماز پڑھی اور پھر ہمارے گاؤں کے پاس سے ہوتے ہوئے قادیان واپس تشریف لے گئے۔‘‘

(روایات اصحابِ احمدؑ جلد 3 صفحہ 90) یعنی سیر میں بھی آپؑ کو عبادت کا خیال رہا۔

اب قادیان میں رہنے والوں کا بھی کام ہے کہ آپؑ نے تو قادیان کے اندر بھی اور کناروں پر بھی نفل اور نمازیں پڑھی ہوئی ہیں اس لیے اس کے تقدس کا خیال رکھیں اور اس بستی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی عبادتوں کے معیاروں کو اونچا کریں۔

حضرت ملک نیاز محمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ 1904ء میں جب میں قادیان گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوران مقدمہ کرم دین والے گورداسپور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب میں بھی وہاں گیا تو ایک تالاب کے نزدیک ایک مکان میں حضورؑ فروکش تھے اور احباب جماعت بھی وہاں ٹھہرتے تھے۔ لنگر خانہ بھی اسی کے ایک حصے میں جاری تھا۔ کچہری میں مَیں نے دیکھا کہ حضورؑ کے لیے ایک دری بچھائی جاتی تھی اور حضورؑ اس پر بیٹھتے تھے اور دوسرے احباب بھی اس پر بیٹھتے تھے۔ وہ ایک بڑی دری تھی سارے بیٹھ جاتے تھے۔ کہتے ہیں حضورؑ کے ہر وقت باوضو رہنے کے بارے میں ایک بات میں نے نوٹ کی جو خاص طور پر یاد ہے کہ حضورؑ جب بھی پیشاب وغیرہ کے لیے جاتے تو اس کے بعد وضو ضرور کر لیتے تھے جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ حضور علیہ السلام ہر وقت باوضو رہتے ہیں۔ آپؑ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ بہت آہستگی سے مسلسل پڑھتے رہتے تھے۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 27)

حضرت چوہدری بھائی عبدالرحیم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’ابتدائی ایام میں حضورؑ کا معمول تھا کہ حضورؑ نمازوں میں عموماً سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے کوشش کی کہ میں سب سے پہلے پہنچوں مگر حضورؑ پہلے موجود تھے۔‘‘

(روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 336)

حضور اقدسؑ نے اپنی جوانی کا ایک حصہ جو کہ کم و بیش سات سال پر محیط تھا سیالکوٹ میں گزارا۔ وہاں بھی آپؑ کے جو شب و روز گزرے ان میں محبت الٰہی سب سے نمایاں وصف تھا اور جس نے بھی بیان کیا اس نے حضورؑ کی خلوت و گوشہ نشینی اور نماز و تلاوت میں انہماک کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اس ضمن میں سیالکوٹ کے چند معتبر اور بزرگ سمجھے جانے والے افراد کی شہادتیں بھی میں پیش کرتا ہوں۔

حکیم مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں: یہ ان کی شہادت ہے گو کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کے بعد دشمنان احمدیت کی صف اوّل میں چلے گئے تھے اور بطور ناول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض واقعات پر معاندانہ اعتراضات بھی کیے تاہم حضورؑ کے زمانہ قیام سیالکوٹ کی پاکیزہ یاد کو مخالفت کے ہجوم میں بھی فراموش نہیں کر سکے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ’’ثقہ صورت‘‘ یعنی بڑے قابل اعتماد شکل والے اور باریش شخصیت ’’عالی حوصلہ اور بلند خیالات کا انسان اپنی عُلُوّ ہمتی کے مقابل کسی کا وجود نہیں سمجھتا۔ اندر قدم رکھتے ہی وضو کے لیے پانی مانگا‘‘ جس وقت واقعہ بیان کر رہے ہیں وہاں جس کمرے میں داخل ہوئے وہ ’’اور وضو سے فراغت پاکر نماز مغرب ادا کی۔ وظیفہ میں تھے۔‘‘ (حیات احمدؑ جلد 1 صفحہ 158) اس کے بعد پھر ذکر الٰہی بھی کیا۔

پھر مشہور مسلم لیڈر مولوی ظفر علی خان صاحب کے والد بزرگوار اخبار زمیندار کے ایڈیٹر منشی سراج الدین صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ ’’مرزا غلام احمد صاحب 1860ء یا 1861ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس چوبیس سال کی ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔‘‘

(حیات احمدؑ جلد 1 صفحہ 374)

ایک دفعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ سیالکوٹ میں سید میر حسن صاحب سے ملے، مَیں نے گذشتہ خطبہ میں بھی ان کا ذکر کیا تھا، تو انہوں نے چشم پُرآب ہوکر فرمایا، بڑی نم آنکھوں کے ساتھ فرمایا:

’’افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کرسکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 95، الحکم جلد 37 نمبر 12 مورخہ 7 اپریل 1934ء صفحہ 3 کالم 3)

ایک ایسا واقعہ اور بھی ہے جو ایک عام آدمی، جو دیہاتی ہے اس کے متعلق ہے کہ اس نے بھی کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نور کو پہچانا۔

یہ نُورِ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے اور برگزیدوں کے چہروں پر سے ٹپکتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہؓ نے بیان کیا کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کیا کہ

’’ایک دفعہ کسی مقدمہ کے واسطے میں ڈلہوزی پہاڑ پر جا رہا تھا۔ راستہ میں بارش آگئی۔ میں اور میرا ساتھی یکّہ سے اتر آئے اور ایک پہاڑی آدمی کے مکان کی طرف گئے جو راستہ کے پاس تھا۔ میرے ساتھی نے آگے بڑھ کر مالک مکان سے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر اس نے روکا۔‘‘ ایک چھوٹا سا کمرہ ہوگا بیچاروں غریبوں کے مکان تو ایسے ہی ہوتے تھے۔ ’’اس پر ان کی باہم تکرار ہوگئی اور مالک مکان تیز ہوگیا اور گالیاں دینے لگا۔‘‘ جب انہوں نے کہا کہ میں نے آنا ہے، اس نے کہا میں نے نہیں آنے دینا تو تُو تکار شروع ہوگئی۔ ’’حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ میں یہ تکرار سن کر آگے بڑھا۔ جونہی میری اور مالک مکان کی آنکھیں ملیں تو پیشتر اس کے کہ مَیں کچھ بولوں اس نے اپنا سر نیچے ڈال لیا اور کہا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ میری ایک جوان لڑکی ہے اس لیے میں اجنبی آدمی کو گھر میں نہیں گھسنے دیتا مگر آپ بے شک اندر آجائیں۔ حضرت صاحبؑ فرماتے تھے کہ وہ ایک اجنبی آدمی تھا۔ نہ میں اسے جانتا تھا اور نہ وہ مجھے جانتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ اول صفحہ 6 روایت نمبر 8) تو یہ دراصل خدائی نور ہے۔ شرافت اور عبادت کی نشانی تھی جو آپؑ کے چہرے سے اسے بھی نظر آگئی اور اس نے کہا ٹھیک ہے آپؑ اندر آسکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ذات ہر وقت آپؑ کے مدّنظر رہتی تھی۔ کسی بھی مصروفیت یا مشغولیت نے آپؑ کو ذکر الٰہی سے دور نہیں کیا۔

چنانچہ مقدمات میں بھی ہم نے یہی اسوہ دیکھا ہے۔ میں نے پہلے بھی واقعہ بیان کیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں جب مقدمہ پیش ہو رہا ہو نماز کا اہتمام اور انتظام ایک مشکل امر ہوتا ہے لیکن آپؑ خدا کی محبت میں ایسے متوکّل اور بے نیاز تھے کہ مقدمہ عدالت میں پیش ہے، حاضری کا کوئی بھی وقت ہوسکتا ہے ہرکارہ کسی بھی وقت بلا سکتا ہے لیکن جونہی نماز کا وقت ہوتا آپؑ عدالت کی صدا کو چھوڑ کر اور غیر حاضری سے ہونے والے نقصانات کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے اس کی بارگاہ میں حاضر ہوجاتے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 حصہ اول صفحہ 14 روایت نمبر 17)

یہ ہے اصل چیز جو ہر ایک کو یاد رکھنی چاہیے کہ نماز کے وقت میں نماز کو بہر حال مقدّم کریں۔ یہ وہ اسوہ ہے اور نمونہ ہے جو ایک مومن کا خاصہ ہے۔ آپؑ نے اپنے آقاؐ سے یہ سیکھا اور اس پر عمل کیا اور ہمارے سامنے یہ نمونہ رکھا۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بڑے خوبصورت انداز میں آپؑ کی یہ حالت بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ مقدمات کا یہ سلسلہ بڑا لمبا تھا اور چیف کورٹ تک بعض مقدمات کی پیروی آپؑ کو کرنی پڑتی تھی۔ لکھتے ہیں کہ میں اس سیرت کے پڑھنے والوں کو حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی کے اس حصے پر واقف کرتے ہوئے جس امر پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ آپؑ کا تعلق باللہ ہے۔ جن لوگوں کو حضرت صاحبؑ کی صحبت میں رہنے اور آپؑ کی باتیں سننے کا موقع ملا ہے یا جنہوں نے ان تقریروں کو جو شائع ہوچکی ہیں پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ ہمیشہ دست بکار اور دل بہ یار یعنی ہاتھ کام میں اور دل یار یعنی خدا کی یاد میں مصروف ہے اور اس کی آپؑ ہدایت بھی فرماتے تھے۔ مقدمات میں فریق مقدمہ کو عام طور پر دیکھا گیا کہ مدعی ہو یا مدعا علیہ ایک اضطراب اور بے قراری کی حالت میں ہوتے تھے۔ مگر مرزا صاحب جب مقدمات کی پیروی کے لیے جاتے تو طبیعت میں کوئی بے چینی اور گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی۔ پورے استقلال اور وقار کے ساتھ دل بہ یار متوجہ رہتے۔

جہاں یہ مقدمات کی پیروی محض اطاعتِ والد کے فرض کے ادا کرنے کے لیے تھی وہاں آپؑ نے ان مقدمات کے دوران کبھی نماز قضا نہیں کی اور اس طرح ان فرائض سے غافل نہیں ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں

(صحیح بخاری، کتاب البیوع)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

متعلق ہیں۔ عین کچہری میں وقت نماز پر اسی طرح مشغول ہوجاتے گویا آپؑ کو اَور کوئی کام ہی نہیں ہے۔

اور پھر واقعات بھی انہوں نے لکھے ہیں کہ بعض دفعہ ایسا ہوا کہ کچہریوں سے اس طرح آوازیں پڑتی تھیں مگر آپؑ بے پرواہ ہوئے۔

پھر لکھتے ہیں کہ مقدمات کے ان سفروں میں بھی ہر لمحہ اگر دھیان رہتا تو اسی ذات کا جو خالق اور ربّ العالمین ہے۔ آپؑ کو طلوع ہوتے ہوئے سورج، رات کے آسمان پر چمکتے ہوئے چاند ستاروں، گرتے ہوئے جھرنوں اور آبشاروں، بلند و بالا پہاڑوں، بہتے پانیوں، لہلہاتے کھیتوں، پرندوں کی چہچہاہٹ اور رعد و برق کی آوازوں میں ایک ہی ہستی کا پرتو نظر آتا تھا اور اسی مبدء الانوار کی جھلک نظر آتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر چیز میں آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آیا کرتی تھی۔ ہر طرف اسی محبوب حقیقی کا جلوہ نظر آتا تھا۔ وہ چاند کو دیکھ کر اگر سخت بے کل ہوتا ہے تو اس لیے کہ اس میں بھی جمال یار کے کچھ کچھ آثار دکھائی دیتے ہیں۔ چشمہ خورشید میں اس کی موجیں مشہود نظر آتی ہیں اور ہر ستارے میں اس کی چمکار کا تماشہ دکھائی دیتا ہے۔ خوبروئیوں میں ملاحت اسی خالق حقیقی کے حسن کا پتہ دیتی ہے۔ ہر حسین آنکھ اسی کو دکھاتی ہے اور ہر گیسوئے خمدار کا ہاتھ اسی خدائے واحد کی طرف اشارہ کر رہا ہوتا ہے اور وہ ہر گل و گلشن اس کے حسن و احسان کے چمن کی خوشبو سے معطر کر دیتا ہے۔ بہت خوبصورت بیان کیا ہے آپ نے۔ کہتے ہیں سچی بات تو یہ ہے کہ کہنے کو تو آپ علیہ السلام ان مقدمات کے لیے جا رہے ہوتے تھے لیکن دراصل ان سفروں میں بھی غم اغیار کے سارے جھگڑے کٹ رہے ہوتے تھے۔ اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے۔ جیسے میں ڈلہوزی کے سفر کا واقعہ پہلے بیان کر چکا ہوں وہاں بھی آپؑ نے سڑک کے نظارے دیکھ کے یہی کہا کہ یہ پانیوں کے جھرنے اور پہاڑوں کے سبزہ زار کتنے خوبصورت ہیں۔ پس اسی ایک ذات میں فنا اور رضا کی کیفیت تھی جو ہر آن آپؑ پر طاری رہتی تھی۔ دن ہو یا رات خلوت ہو یا جلوت اس محبوب حقیقی کی یاد کبھی دل سے محو نہیں ہوتی تھی۔

(ماخوذ از حیات احمدؑ جلد 1 صفحہ 85 تا 87۔ اور سیرتِ احمدؑ غیر مطبوعہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے والدہ صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

’’مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے یا فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ بہت پڑھنا چاہیے۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس وجہ سے آپؑ اسے بہت کثرت سے پڑھتے تھے حتّٰی کہ رات کو بستر پر کروٹ بدلتے ہوئے بھی یہی کلمہ آپؑ کی زبان پر ہوتا تھا۔‘‘ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ ’’......میں نے جب یہ روایت مولوی شیر علی صاحب سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے بھی دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبحان اللہ بہت پڑھتے تھے۔‘‘ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ خود بھی اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سبحان اللہ پڑھتے سنا ہے۔ آپؑ بہت آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر اور سکون اور اطمینان اور نرمی کے ساتھ یہ الفاظ زبان پر دہراتے تھے۔ اس طرح کے گویا ساتھ ساتھ صفات باری تعالیٰ پر بھی غور فرماتے جاتے ہیں۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 1 حصہ اول صفحہ 3 روایت 1)

پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا کہ

’’پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحبؑ کے سونے کی کیفیت یہ تھی کہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد آپؑ جاگ اٹھتے تھے اور منہ سے آہستہ آہستہ سبحان اللہ، سبحان اللہ فرمانے لگ جاتے تھے اور پھر سو جاتے تھے۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 1 حصہ دوم صفحہ 287 روایت 310)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا اور محسن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز و اتباع میں گوشہ نشینی اور گوشہ تنہائی بہت پسند تھا اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو کبھی باہر نہ آتے۔ متعدد مرتبہ یہ بات آپؑ نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں ظاہر کی ہے۔ غرض جب آپؑ کی گوشہ نشینی، نازک طبیعت اور خلوت پسند فطرت پر ایک پُرزور اثر پڑا اور جذبہ الٰہیہ سے آپؑ بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچے گئے تو آپؑ نے اپنے والد صاحب کو خط لکھا اس مکتوب کو پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور علیہ السلام کس طرح اوّل عمر سے ہی اس دنیا سے متنفر اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو مضبوط کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔

جوانی کی حالت میں لکھا گیا یہ خط بھی آپؑ کی پاکیزہ فطرت اور مطہر سیرت کا ایک جزو ہے۔

فارسی میں یہ خط ہے۔ اس کا کچھ حصہ میں بیان کر دیتا ہوں۔ آپؑ نے والد صاحب کو مخاطب کر کے لکھا کہ ان ایام میں مَیں بِرَأْيِ الْعَيْنِ دیکھتا ہوں اور بچشم سر بڑی فکر کی آنکھ سے دیکھتا ہوں، مشاہدہ کر رہا ہوں کہ تمام ممالک اور بلاد میں ہر سال کوئی نہ کوئی وبا آ جاتی ہے جو دوستوں کو دوستوں سے اور عزیزوں کو عزیزوں سے جدا کر دیتی ہے اور کسی سال بھی مَیں یہ نہیں دیکھتا کہ بھڑکتی آگ اور یہ دردناک حوادث شور قیامت برپا نہیں کرتے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے دل دنیا سے سرد ہو چکا ہے اور چہرہ اس کے خوف سے زرد ہے۔ آج کل بھی دنیا کے جو حالات ہیں وہ اسی طرح ہمیں یاد کرا رہے ہیں کہ کس طرح ہر طرف آگیں بھڑک رہی ہیں۔ اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ تعلق پیدا کرنا چاہیے۔ اور آپؑ نے اس خط میں لکھا کہ اکثر شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے یہ دو مصرعے یاد آتے ہیں اور حسرت کے آنسو بہتے چلے جاتے ہیں کہ

مکُن تکیہ برعمرِ نا پائیدار
مَباش ایمن از بازیِ رُوزگار

کہ عمر ناپائدار پر تکیہ نہ کر اور روزگار کے اس کھیل سے کبھی اپنے آپ کو امن میں نہ سمجھ۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم دنیا میں پڑ گئے ہیں تو محفوظ ہو گئے۔ پھر لکھا کہ نیز یہ دو مصرعے فرخ قادیانی، اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا تخلص فرخ لکھا کرتے تھے، کے دیوان میں دل کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہیں کہ

بَدُنیائے دُوں دل مَبَنْد اے جواں
کہ وقتِ اَجَل مِی رَسَدْ ناگہاں

کہ اے نوجوان! اس گھٹیا دنیا سے دل نہ لگا کہ اجل کا وقت اچانک آ جایا کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں بقیہ عمر گوشہ تنہائی میں بیٹھوں۔ لوگوں کی صحبت سے دامن بچاؤں اور اللہ سبحانہٗ کی یاد میں مشغول ہو جاؤں تا کہ گذشتہ پر عذر اور مافات کا تدارک ہو سکے۔

اس خط سے معلوم ہوتا ہے اور بھی لمبا خط ہے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی شہرت اور عظمت کے طلبگار نہ تھے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق صافی رکھتے تھے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ آپؑ کو گوشہ نشینی اور گوشہ گزینی سے اس قدر محبت تھی کہ آپؑ کبھی جلوت میں نہ آتے اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل مدّنظر نہ ہوتی۔ آپؑ نے فرمایا کہ

اگر اللہ تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تُو کس کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قَسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں۔ مجھے تو کشاں کشاں میدان عمل میں انہوں نے نکالا ہے۔ جو لذّت مجھے خلوت میں آتی ہے اس سے بجز خدا کے کون واقف ہے۔ میں تقریباً پچیس سال تک خلوت میں بیٹھا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت کی کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت رہی کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امر آمر سے مجبور ہوں۔

(ماخوذ از حیات احمدؑ جلد اول صفحہ 111 تا 115 مع حاشیہ)

یوں اپنے والد صاحب کو خط لکھ کر انہوں نے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا۔ گویا کہ یہ ایک قسم کی شہزادگی تھی جو ترک کر لی۔ آپؑ کے والد صاحب کی ملکیت میں سات گاؤں تھے۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 42)

اور یہ سب کچھ آپؑ نے محض خدا تعالیٰ کی محبت کے لیے چھوڑ دیا۔

آپؑ اپنے ماننے والوں کو بھی بعض دفعہ اس حوالے سے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک واقعہ میں لکھا ہے کہ میاں موسیٰ خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ قادیان گیا تو وہاں

’’ایک شخص نو مسلم تھا۔ اس نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! مجھے اجازت دیجئے۔ فصل تیار ہے‘‘ بڑا زمیندار تھا ’’میں نے تقسیم کرانی ہے‘‘ ہاریوں سے تقسیم ہوتی ہے۔ جو مزارع ہوتے ہیں ان سے تقسیم بٹائی ہوتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا ’’کتنی فصل ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضور بہت زیادہ ہے۔‘‘ آپؑ نے ’’فرمایا: میں نے تو بہت سے گاؤں چھوڑ کر خدا تعالیٰ کا دروازہ اختیار کیا ہے۔ آپؑ کچھ روز اَور ٹھہریں۔‘‘

(روایات اصحاب احمدؑ جلد 4 صفحہ 424)

اپنی دینی حالت بہتر کریں اور دنیاداری اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔

آپؑ ان کے حالات جانتے ہوں گے تو بہر حال وہاں اس وقت آپؑ نے یہ فرمایا۔ لیکن آپؑ نے دوسری جگہ یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ دنیاداری بالکل ترک بھی نہیں کرنی۔ جو اللہ تعالیٰ نے انعامات دیے ہیں ان کی قدر بھی کرنی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 220۔ ایڈیشن 2022ء)

بہر حال اس نومبائع کی تربیت کے لیے آپؑ نے ان کو یہی مشورہ دیا۔ اور یہ حالات کے مطابق بھی ہوتا ہے۔ ہر ایک کو اپنے حالات بھی دیکھنا چاہئیں کہ دنیا میں اتنے نہ ڈوب جائیں کہ بالکل ڈوب جائیں اور اتنا تارک الدنیا بھی نہ ہوں کہ جو دنیا کے حق ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں۔ تو ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے اسلام کی اس کو اختیار کرنا چاہیے لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی نہیں چھوڑنا۔ اس پہلو سے ہمیشہ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

یہ تھے آپ کے عشق و محبت اور عبادتوں کے بعض پہلو جو آج میں نے بیان کیے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان میں ہمیں حقیقی عبادت حقیقت میں عبادت کا بھی صحیح حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی محبت میں بھی ہمیں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس رمضان کا فیض اٹھاتے رہیں اور بعد میں بھی اس فیض کے اثرات ہم پر قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بنائے جو حقیقی مومن اور ایک مسلمان کی نشانی ہے۔

ان دنوں میں خاص طور پر مشکلات اور جھوٹے مقدمات میں گرفتار احمدیوں کے لیے بہت زیادہ دعا کریں۔ احمدی بھائیوں کے لیے اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے۔ اُمّت مسلمہ کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دنیا کے تباہی سے بچنے کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ معصوم لوگوں کو ان کے شر سے بچائے اور اگر جنگ اور تباہی مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ معصوموں کو اس سے بچا کے رکھے اور ظالموں کی پکڑ فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۳/ مارچ ۲۰۲۶ء، صفحہ ۱ تا ۸)

☆☆☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا
اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

خطبہ جمعہ

اے میرے چچا! مَیں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں اور میرا ساتھ دیں۔ آپ بیشک میرا ساتھ چھوڑ دیں اور اپنی قوم کے ساتھ مل جائیں۔ لیکن مجھے خدائے وَحدَہٗ لاشریک کی قَسم ہے کہ اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدا تعالیٰ کی توحید کا وعظ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں اپنے کام میں لگا رہوں گا جب تک خدا مجھے موت دے (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

تمام انبیاء دنیا میں توحید کے قیام کے لیے آئے اور انہوں نے اپنی قوموں کو اس کی تعلیم دی لیکن بدقسمتی سے اکثریت نے اس توحید کو چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی پیغام کو لے کے آئے، اسی کام کو جاری رکھنے کے لیے آئے اور اسی توحید کی روح کو ہی اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنے کے لیے آئے اور اس بارے میں جو مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ کسی اَور کا نہیں

آپؐ نے توحید کو ماننے کی اگر تلقین کی تو اللہ تعالیٰ سے علم پا کر توحید کو قبول کرنے کے دلائل دیے۔ آپؐ نے شرک کے خلاف اگر جہاد کیا تو بغیر دلیل کے نہیں بلکہ شرک کی برائی سمجھائی اور اس کو سمجھا کر اس کے خلاف نفرت پیدا کی اور آپؐ کے ماننے والوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ توحید کی تعلیم اور شرک سے نفرت ان کے رگ و ریشہ میں بس گئی ہے

آپؐ کی یہ تعلیم جس نے آپؐ کے ماننے والوں پر اثر کیا اس لیے پُراثر تھی کہ خود آپؐ کا ہر قول و فعل اس کی حقیقی تصویر تھا اور اس بارے میں جو عظیم تعلیم اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دی اس کا آپؐ عملی نمونہ تھے

عبادت کے جو اسلوب آپؐ کو سکھائے اور جس طرح آپؐ نے توحید کے مقام کا حق ادا کرتے ہوئے عبادت کی، کسی بھی دوسرے مذہب میں اس کا عُشرِ عَشیر بھی نظر نہیں آتا

سورۃ اخلاص ایسا اعلان ہے جو ہر مذہب کی بگڑی ہوئی تعلیم کا ردّ کرتا ہے اور یہی تعلیم ہے جس کے اعلان سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب مل سکتا ہے اور اس کا سب سے اعلیٰ و ارفع نمونہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کی زندگی کا ہر لحہ توحید کے قیام کے لیے گزرا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت ایسی پاکیزہ تھی کہ توحید سے محبت آپؐ کے رگ و ریشہ میں ودیعت کی گئی تھی۔ اور آپؐ کی طبیعت نبوت کے مقام پر فائز ہونے سے پہلے ہی شرک اور بتوں کی پرستش سے متنفر تھی

یہی ایک بڑی دلیل آنحضرتؐ کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے

’’آج صفحۂ دنیا میں وہ شے کہ جس کا نام توحید ہے بجز امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اَور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑ ہا مخلوقات کو وحدانیتِ الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف رہبر ہو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو ماننے والوں کا کام ہے کہ توحید کی حقیقت کو سمجھیں اور اس کے لیے اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ یہ عبادت کا خاص مہینہ ہے رمضان کا۔ اس میں خاص طور پر اس کی کوشش ہونی چاہیے اور اس کے لیے دعا کرنی چاہیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی میں جس طرح توحید کے قیام کے لیے کوشش کی اگر ہمیں آپؐ سے محبت کا دعویٰ ہے تو ہمیں اس کے لیے خاص کوشش کرنی پڑے گی

توحید کے قیام کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی طرف سے ہر قسم کے ظلم و زیادتی کو برداشت کیا اور یہی روح آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں بھی پیدا فرمائی۔ انہوں نے اپنی گردنیں کٹوائیں جس کا نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے اَحد اَحد کا اعلان کرتے ہوئے ظلم برداشت کیا اور اپنی جانیں قربان کیں

ہمارا کام ہے کہ توحید کا اعلان کرتے رہیں اور جہاں اس توحید کے پیغام کو پہنچائیں وہاں اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں میں بھی ایک واضح تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں تبھی ہم حقیقی توحید کے ماننے والے اور خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے کہلا سکتے ہیں۔

توحید الٰہی کے قیام کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت مبارکہ کا دلنشین اور ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27 ؍فروری 2026ء بمطابق 27 ؍تبلیغ 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

تمام انبیاء دنیا میں توحید کے قیام کے لیے آئے اور انہوں نے اپنی قوموں کو اس کی تعلیم دی لیکن بدقسمتی سے اکثریت نے اس توحید کو چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی پیغام کو لے کے آئے، اسی کام کو جاری رکھنے کے لیے آئے اور اسی توحید کی روح کو ہی اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنے کے لیے آئے اور اس بارے میں جو مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ کسی اَور کا نہیں۔

آپؐ نے توحید کو ماننے کی اگر تلقین کی تو اللہ تعالیٰ سے علم پا کر توحید کو قبول کرنے کے دلائل دیے۔ آپؐ نے شرک کے خلاف اگر جہاد کیا تو بغیر دلیل کے نہیں بلکہ شرک کی برائی سمجھائی اور اس کو سمجھا کر اس کے خلاف نفرت پیدا کی اور آپؐ کے ماننے والوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ توحید کی تعلیم اور شرک سے نفرت ان کے رگ و ریشہ میں بس گئی ہے۔

یہ اس لیے کہ جو تعلیم اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اتاری وہ اس قدر جامع اور پُر اثر تھی کہ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ کوئی اس کی گہرائی تو سمجھ لے اور پھر اس سے دور ہو سکے۔

آپؐ کی یہ تعلیم جس نے آپؐ کے ماننے والوں پر اثر کیا اس لیے پُر اثر تھی کہ خود آپؐ کا ہر قول و فعل اس کی حقیقی تصویر تھا اور اس بارے میں جو عظیم تعلیم اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دی اس کا آپؐ عملی نمونہ تھے۔

آپؐ کو فکر تھی تو اس کی کہ جس طرح دوسری قوموں نے اپنے انبیاء کو سجدے کی جگہ بنا لیا ہے مسلم اُمّہ میں بھی یہ خوفناک گناہ پیدا نہ ہو جائے اور آپؐ نے اس سے پناہ مانگی کہ آپؐ کو خدا تعالیٰ کے مقابلے پر کبھی لایا جائے اور اس کی آپؐ نے اُمّت کو نصیحت بھی فرمائی کہ مجھے کبھی شرک کا ذریعہ نہ بنانا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 54، مسند ابی ہریرۃ حدیث 7352، عالم الکتب بیروت 1998ء)

تمہاری نظر کبھی خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اَور پر نہ پڑے۔ گذشتہ خطبات میں مَیں نے محبتِ الٰہی کا ذکر کیا یا عبادت کا ذکر کیا ہے اس میں جو باتیں بیان کی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس واقعہ کو بھی اس حوالے سے پیش کیا وہ توحید کی طرف ہی راہنمائی کرتا تھا یا اس میں آپؐ کی توحید کے قیام کے لیے ایک جوش نظر آتا تھا، ایک تڑپ نظر آتی تھی اور یہ جہاں آپؐ کے توحید کے قیام کے لیے اعلیٰ ترین مقام اور آپ کی پاک فطرت کی عکاسی کرتا ہے جو بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی بنائی وہاں آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی اتری ہوئی تعلیم جو کامل تعلیم ہے اس سے بھی ہمیں اس کی گہرائی کا علم ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں بار بار مختلف پہلوؤں سے ہمیں توحید کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ انبیاء میں فرماتا ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ۔ (الانبیاء:26)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے تھے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

اور پھر عبادت کے جو اسلوب آپؐ کو سکھائے اور جس طرح آپؐ نے توحید کے مقام کا حق ادا کرتے ہوئے عبادت کی، کسی بھی دوسرے مذہب میں اس کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آتا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّیۡنَ (الزمر:12)

تُو کہہ دے کہ مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے کروں۔

پس جب ایک حقیقی مسلمان بھی یہ پڑھے گا تو وہ بھی یہ اعلان کرے گا کہ میں نے خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اور توحیدِ خالص کے قیام کی کوشش کرنی ہے اور اس اسوہ پر چلنا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعلان کے ساتھ قائم فرمایا جس کا قرآن شریف نے حکم دیا۔ اگر ہم خالص توحید کے قیام کے ساتھ اپنی عبادتوں کے معیار قائم کریں گے تو ایک انقلاب لانے والے بن سکتے ہیں ورنہ تو باتیں ہیں اور تب ہی ہم حقیقی موحد بھی کہلانے والے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـــًٔا (النساء:37)

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ

ایک اَور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ۔ (البقرۃ:164)

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمان اور رحیم۔

پھر قرآن کریم کے آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی توحید کے قیام کا اعلان فرماتا ہے کہ

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص:2-5)

تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے
موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 121)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

اللہ تعالیٰ نے یہاں ہر قسم کے شرک کے ردّ کا اعلان فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اس کا اعلان دنیا میں کر دو۔ پس جب آپؐ کے ماننے والے بھی یہ پڑھیں تو ہمارا بھی فرض ہے کہ اس خالص توحید کا اعلان کریں جس کا اس سورۃ میں اعلان کیا گیا ہے اور بہت ساری دوسری جگہوں پہ اعلان کیا گیا ہے۔ اور اپنے قول و فعل سے دنیا کو یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ ہی واحد ہے اور ہر چیز سے بے احتیاج ہے بلکہ ہر چیز اس کی محتاج ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا اور اس جیسا کوئی بھی ہو ہی نہیں سکتا۔

یہ ایسا اعلان ہے جو ہر مذہب کی بگڑی ہوئی تعلیم کا ردّ کرتا ہے اور یہی تعلیم ہے جس کے اعلان سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب مل سکتا ہے اور اس کا سب سے اعلیٰ و ارفع نمونہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ توحید کے قیام کے لیے گزرا بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی توحیدِ خالص کے لیے تربیت فرمائی تھی۔ یہ چند مثالیں ہیں جو قرآن شریف سے میں نے دی ہیں۔ اس پیغام سے قرآن کریم تو بھرا پڑا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بھی کچھ واقعات پیش کرتا ہوں جس سے بچپن سے نبوت کے دعویٰ تک اور آپؐ کی زندگی میں آپؐ کی توحید کے لیے تڑپ اور اس کی کوشش کا ذکر ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت ایسی پاکیزہ تھی کہ توحید سے محبت آپؐ کے رگ و ریشہ میں ودیعت کی گئی تھی۔ اور آپؐ کی طبیعت نبوت کے مقام پر فائز ہونے سے پہلے ہی شرک اور بتوں کی پرستش سے متنفر تھی۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے حضرت ام ایمنؓ بیان کرتی تھیں کہ بُوَانَہ وہ بُت تھا جس کی قریش بہت تعظیم کرتے تھے۔ اس کے پاس حاضری دے کر قربانیاں کرتے اور سال میں ایک دن وہاں اعتکاف کرتے تھے۔ ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ وہاں جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لے جانا چاہتے تھے مگر آپؐ انکار کر دیتے یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضورؐ کی پھوپھیاں اور ابو طالب آپؐ سے سخت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! تم کیا چاہتے ہو؟ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا تم اپنی قوم کے تہوار میں شریک ہو کر ان کے اجتماع میں اضافہ نہیں کرو گے؟ بہرحال ایک دفعہ اپنی پھوپھیوں کے اصرار پر آپؐ وہاں چلے تو گئے مگر سخت خوفزدہ ہو کر واپس آ گئے اور کہا کہ مَیں نے وہاں ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ پھوپھیوں نے کہا کہ اتنے نیک انسان پر شیطان اثر نہیں کر سکتا۔ پوچھا آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جونہی میں بُت کے قریب جانے لگتا تو ایک سفید پوش شخص چِلّا کر کہتا تھا کہ اے محمدؐ! پیچھے رہو اور اس بت کو مت چھوؤ۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے کسی تہوار میں شرکت نہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپؐ کو ایسی مشرکانہ رسوم سے محفوظ رکھا۔

(ماخوذ از دلائل النبوۃ بیہقی جلد 1 صفحہ 138 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دعویٰ نبوت سے پہلے کی یہ بات ہے۔

بچپن میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفر شام کے دوران عیسائی راہب بَحِیْرَاء سے ملاقات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک سوال پر فرمایا تھا کہ

مجھ سے لات اور عُزّٰی بتوں کے بارے میں مت پوچھو۔ خدا کی قسم! ان سے بڑھ کر مجھے اَور کسی چیز سے نفرت نہیں۔

(ماخوذ از دلائل النبوۃ بیہقی جلد 2 صفحہ 35 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر ملک شام گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سامان فروخت کیا اور اس کے بدلے دوسرا سامان خریدا۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک آدمی کے درمیان کسی معاملے میں اختلاف ہو گیا۔ اس آدمی نے کہا لات اور عُزّٰی کی قَسم کھاؤ۔ یعنی تب ہی تمہاری بات مانوں گا کہ یہ قَسم کھاؤ اور گواہی دو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نے کبھی بھی ان بتوں کی قَسم نہیں کھائی۔ میں ان کے پاس سے گزرتا بھی ہوں تو منہ پھیر لیتا ہوں۔ تم مجھے کہتے ہو قَسم کھاؤ۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء 1 صفحہ 124 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اسی توحید کے حاصل کرنے کے لیے آپؐ غار حرا میں بھی جاتے رہے پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے اور وہاں خدائے واحد کی عبادت اور توحید کی آپؐ کے دل میں تڑپ ہوتی تھی۔ اس کا نقشہ ایک جگہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں کھینچا ہے کہ غار حرا مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک مشہور پہاڑ حرا میں ہے جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس کو جبل نور کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتوں سے نفرت تو تھی ہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کو پوجنے والوں اور خدائے واحد و یگانہ سے دوری اختیار کرنے والوں پر بھی افسوس کرتے تھے۔ صرف خود نہیں بلکہ لوگوں پر بھی افسوس تھا کہ کیوں بتوں کو پوجتے ہیں اور بعثت سے قبل آبادی سے دور اس غار میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تقویٰ کی جڑ خدا کیلئے خاکساری ہے ✡ عفّت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں ✡ تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

عبادت کیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چالیس برس کے ہوئے تو ایک روز جبرئیلؑ نمودار ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی جس کے ذریعے خدا تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث کیا۔ اس پہلی وحی کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا اور شرک کے خلاف تعلیم دینے لگے۔ مگر شروع شروع میں آپؐ نے اپنے مشن کا کھلم کھلا اظہار نہیں فرمایا بلکہ نہایت خاموشی کے ساتھ کارروائی شروع کی اور صرف اپنے ملنے والوں کے حلقے تک اپنی تعلیم کو محدود رکھا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 117، 120)(فرہنگ سیرت صفحہ 101)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گُم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اِس فخر میں ہمارے نبی صلعم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتبِ ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلعم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرتؐ کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا“ جانوروں کو انسان بنایا ”اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کیے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔“

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

پھر آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ”الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تُو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالَمِ گُم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ وہ مربی اور نفع رسان کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا۔ وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا۔ وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا۔ وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لیے غم کھایا اور درد اٹھایا۔ وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا۔ وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔ وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔“

(براہین احمدیہ حصہ اول، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 17)

پھر آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”آج صفحۂ دنیا میں وہ شے کہ جس کا نام توحید ہے بجز امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اَور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑہا مخلوقات کو وحدانیت الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف رہبر ہو۔

ہر یک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنا لیا اور مسلمانوں کا خدا وہی ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مبدّل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔“ (براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 118، 117)

لیکن افسوس کہ آج اُمّت محمدیہ بھی اس توحید کے اعزاز کو بھولتی جا رہی ہے اور حقیقی توحید ان میں نہیں رہی جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی اور جس کی درد سے ہدایت اور تلقین ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔

توحیدِ خالص کو بھولنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات پر بھی وہ خالص ایمان نہیں رہا جو ایک مسلمان کا خاصہ ہونا چاہیے۔ ایسے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو ماننے والوں کا کام ہے کہ توحید کی حقیقت کو سمجھیں اور اس کے لیے اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ یہ عبادت کا خاص مہینہ ہے رمضان کا۔ اس میں خاص طور پر اس کی کوشش ہونی چاہیے اور اس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی میں جس طرح توحید کے قیام کے لیے کوشش کی اگر ہمیں آپؐ سے محبت کا دعویٰ ہے تو ہمیں اس کے لیے خاص کوشش کرنی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے توحید کے قیام کے لیے کس طرح آپؐ نے کوشش فرمائی اور اس کے لیے تکالیف بھی اٹھائیں۔ اس کو حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

”قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تُو دنیا کے کونے کونے کے لوگوں کو ڈرا لیکن پہلے اپنے عزیزوں کو ڈرا۔ اس لیے کہ ان کا تجھ پر دہرا حق ہے۔ ایک حق تو یہ ہے کہ باقی دنیا کی طرح یہ بھی تباہ ہو رہے ہیں اور ایک حق یہ ہے کہ یہ تیرے رشتہ دار ہیں اور ان کے باپ دادوں نے تیرے ساتھ کبھی حسن سلوک کیا تھا۔ انگریزی میں بھی مثل مشہور ہے کہ Charity begins at home یعنی صدقہ و خیرات پہلے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح وعظ و نصیحت کا سلسلہ بھی ہمیشہ گھر سے ہی شروع ہونا چاہیے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی اس طرح تعمیل کی کہ آپؐ مکہ کے دستور کے مطابق کوہ صفا پر کھڑے ہو گئے اور آپ نے مختلف قبائل کو نام لے لے کر بلانا شروع کیا۔ پہلے آپؐ نے آل غالب کو بلایا اور وہ مسجد حرام سے نکل کر کوہِ صفا کے دامن میں آ گئے۔ اس وقت ابولہب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آلِ غالب تو آ گئے ہیں آپ نے جو کچھ کہنا ہے کہہ دیں مگر آپؐ نے ابولہب کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور لوئی قبیلہ کے افراد کو آپؐ نے آواز دی۔ وہ پہنچ گئے تو ابولہب نے پھر کہا کہ اب تو لوئی قبیلہ بھی آ گیا ہے اب تو آپ بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کی بات کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا اور آل مرّہ کو آواز دی۔ چنانچہ وہ بھی آ گئے۔ پھر آپؐ نے آلِ کلاب اور آلِ قُصَیؓ کو بلایا یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے اور جو لوگ خود نہ آ سکے انہوں نے اپنا ایلچی بھیج دیا تا کہ وہ معلوم کر کے انہیں اطلاع دے کہ آج انہیں کس غرض کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ جب مکہ کے تمام قبائل قریش سمیت جمع ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خطاب شروع کیا اور فرمایا دیکھو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری اس بات کو مانو گے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ ہم آپ کی بات ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کو راست باز پایا ہے“ سچا پایا ہے۔ ”مکہ کے حالات سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطالبہ درحقیقت ایسا ہی تھا جیسے کسی ناممکن چیز کو ممکن تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا جائے کیونکہ مکہ کے لوگوں کے جانور وادی میں چرا کرتے تھے اور وہ ایسا علاقہ ہے کہ اس میں کسی لشکر کا چھپ رہنا ناممکنات میں سے ہے مگر ان لوگوں پر آپؐ کی راست بازی کا اس قدر اثر تھا کہ انہوں نے کہا خواہ ہماری آنکھیں اس بات کو تسلیم نہ کریں ہم آپ کی بات کو ضرور مانیں گے کیونکہ آپ کی راستبازی ہمارے نزدیک مسلّم ہے۔ جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یک زبان ہو کر اپنے اس یقین اور اعتماد کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو سنو! مَیں تمہیں ایک اہم خبر سناتا ہوں اور وہ خبر یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پس مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ تم اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ آپؐ کا یہ کہنا تھا کہ ابولہب جوش سے کہنے لگا کہ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْاَيَّامِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا۔ یعنی نعوذ باللہ تجھ پر ہلاکت ہو۔ اتنی سی بات کے لیے تو نے ہمیں اکٹھا کیا تھا اور اسی طرح دوسرے لوگ ہنسی مذاق کرتے اور تمسخر اڑاتے ہوئے منتشر ہو گئے۔“ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 582-583، ایڈیشن 2023ء)

لیکن اس استہزا اور مخالفت نے آپؐ کو توحید کے قیام کے لیے کوشش کرنے سے نہیں روکا۔ مسلسل آپؐ اسی کوشش میں رہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ استہزا ہوا۔ پھر آپؐ کی مخالفت بھی بڑھ گئی۔ مخالفت کی تاریخ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے تاریخی کتب کی رو سے اس طرح بیان کیا ہے کہ

”جتنا عظیم الشان مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اتنی ہی شدید آپؐ کی مخالفت ہونی چاہیے تھی کیونکہ آپؐ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تاریکی کا خاص زور تھا اور ضروری تھا کہ نور کے آنے پر تاریکی کی فوجیں اپنی انتہائی طاقت کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سارے گذشتہ انبیاء کی نسبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا ✧ ترکِ رضائے خویش پئے مرضئ خدا
جو مر گئے انہیں کے نصیبوں میں ہے حیات ✧ اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”اپنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں
دوسروں کی کمزوریاں دیکھ کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ مئی 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

آپؐ کی مخالفت سب سے زیادہ ہوئی۔ اس مخالفت کے موٹے موٹے ظاہری اسباب……'' میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ''قریش ایک پرلے درجہ کی بت پرست قوم تھی اور بتوں کی عزت و محبت ان کے دلوں میں اس قدر جمی ہوئی تھی کہ ان کے خلاف ایک لفظ بھی سننا انہیں گوارا نہ تھا۔ خانہ کعبہ جو محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے بنایا گیا تھا اس میں بھی ان ظالموں نے سینکڑوں بت جمع کر رکھے تھے اور اپنی تمام ضروریات کے لیے انہی بتوں کا منہ تکتے تھے۔ اب اسلام آیا تو اس کا بنیادی اصول ہی توحید باری تعالیٰ تھا اور صاف حکم تھا کہ کسی انسان یا درخت یا پتھر یا ستارے وغیرہ کے سامنے سرمت جھکاؤ بلکہ وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَھُنَّ۔'' صرف اسی ذات کے سامنے جھکو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ ''پھر یہی نہیں بلکہ قریش کے بتوں کو ان کے خیال میں ہتک آمیز لفظوں میں یاد کیا جاتا تھا اور ان کو جہنم کا ایندھن قرار دیا جاتا تھا……ان باتوں نے قریش کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی اور وہ ایک جان ہو کر اسلام کو مٹانے کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے۔''
(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 132-133)

اور بھی بہت وجوہات تھیں لیکن بہرحال یہ بڑی وجہ تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اس مرد خدا کے ظہور سے ان کی آمدنیوں اور وجاہتوں میں فرق آتا ہے۔ ان کے شاگرد اور مریدان کے دام سے باہر نکلنا شروع کرتے ہیں کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔'' مرید اپنے ان پیروں کو چھوڑ کے مردِ خدا کی طرف آتے ہیں جو نیک فطرت ہوتے ہیں، سعید فطرت ہوتے ہیں۔ ''لہٰذا اہل عقل اور تمیز سمجھنے لگتے ہیں کہ جو عزت بخیال علمی شرف اور تقویٰ اور پرہیز گاری کے ان عالموں کو دی گئی تھی اب وہ اس کے مستحق نہیں رہے اور جو معزز خطاب ان کو دیئے گئے تھے جیسے نجم الامۃ اور شمس الامۃ اور شیخ المشائخ وغیرہ اب وہ ان کے لیے موزوں نہیں رہے۔ سو ان وجوہ سے اہلِ عقل ان سے منہ پھیر لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔'' جو ماننے والے ہیں، سعید فطرت ہیں ان کا تو یہ فعل ہوتا ہے۔ ''ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے وقت ان لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے کیونکہ دراصل وہ ناقص ہوتے ہیں اور بہت ہی کم حصہ نور سے رکھتے ہیں اور ان کی دشمنی خدا کے نبیوں اور راستبازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے۔ اور سراسر نفس کے تابع ہو کر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں بلکہ بسا اوقات وہ اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذا پہنچا کر خدا کے غضب کے نیچے آگئے ہیں اور ان کے اعمال بھی جو مخالف کارستانیوں کے لیے ہر وقت ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں ان کے دل کی قصوروار حالت کو ان پر ظاہر کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی حسد کی آگ کا تیز انجن عداوت کے گڑھوں کی طرف ان کو کھینچے لیے جاتا ہے۔ یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔ لہٰذا وہ اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحۂ دنیا سے مٹا دیں اور چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے اس لیے ان کے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں، مال میں، کثرتِ جماعت میں، عزت میں، مرتبت میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اُس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو بلکہ وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لیے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پیر جم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو ان کے دلوں میں ایک رعبناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کُوچوں اور گلیوں میں ذبح کیے گئے اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے خُونوں سے کُوچے سرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کیے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔''

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

''ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دُنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔''
(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/مئی 2017)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 4 تا 5)

کفار مکہ نے آپؐ کو توحید کا پیغام پھیلانا چھوڑنے کے لیے ڈرایا بھی اور لالچ بھی دیا لیکن آپؐ کا یہی جواب تھا کہ یہی تو میری زندگی کا مقصد ہے کہ توحید کو دنیا میں قائم کروں اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ لکھا کہ ''جب مخالفت تیز ہوگئی اور اِدھر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے اصرار سے مکہ والوں کو خدا تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچانا شروع کیا کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا خدا ایک ہے اس کے سِوا کوئی اور معبود نہیں۔ جس قدر نبی گذرے ہیں سب ہی اس کی توحید کا اقرار کیا کرتے تھے اور اپنے ہم قوموں کو بھی اِسی تعلیم کی طرف بلایا کرتے تھے۔ تم خدائے واحد پر ایمان لاؤ، اِن پتھروں کے بتوں کو چھوڑ دو کہ یہ بالکل بے کار ہیں اور ان میں کوئی طاقت نہیں۔ اے مکہ والو! کیا تم دیکھتے نہیں کہ ان کے سامنے جو نذر و نیاز رکھی جاتی ہے اگر اس پر مکھیوں کا جھرمٹ آبیٹھے تو وہ ان مکھیوں کو اڑانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے، اگر کوئی ان پر حملہ کرے تو وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے؛'' اگر کوئی ان سے سوال کرے تو وہ جواب نہیں دے سکتے۔ ''اگر کوئی ان سے مدد مانگے تو وہ اس کی مدد نہیں کر سکتے۔ مگر خدائے واحد تو مانگنے والوں کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ سوال کرنے والوں کو جواب دیتا ہے۔ مدد مانگنے والوں کی مدد کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو زیر کرتا ہے اور اپنے عبادت گذار بندوں کو اعلیٰ ترقیات بخشتا ہے۔ اس سے روشنی آتی ہے جو اس کے پرستاروں کے دلوں کو منور کر دیتی ہے۔ پھر تم کیوں ایسے خدا کو چھوڑ کر بے جان بتوں کے آگے جھکتے ہو اور اپنی عمر ضائع کر رہے ہو۔ تم دیکھتے نہیں کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر تمہارے خیالات بھی گندے اور دل بھی تاریک ہو گئے ہیں۔ تم قسم قسم کی وہمی تعلیموں میں مبتلا ہو۔'' وہم دلوں میں اس لیے پیدا ہو رہے ہیں کہ توحید کو چھوڑ دیا ہے۔ ''حلال و حرام کی تم میں تمیز نہیں رہی۔ اچھے اور بُرے میں تم امتیاز نہیں کر سکتے۔ اپنی ماؤں کی بے حرمتی کرتے ہو۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں پر ظلم کرتے ہو اور ان کے حق انہیں نہیں دیتے۔ اپنی بیویوں سے تمہارا سلوک اچھا نہیں۔ یتامیٰ کے حق مارتے ہو اور بیواؤں سے بُرا سلوک کرتے ہو۔ غریبوں اور کمزوروں پر ظلم کرتے ہو اور دوسروں کے حق مار کر اپنی بڑائی قائم کرنا چاہتے ہو۔ جھوٹ اور فریب سے تم کو عار نہیں۔ چوری اور ڈاکہ سے تم کو نفرت نہیں۔ جوا اور شراب تمہارا شغل ہے۔ حصولِ علم اور قومی خدمت کی طرف تمہاری توجہ نہیں۔ خدائے واحد کی طرف سے کب تک غافل رہو گے۔ آؤ اور اپنی اصلاح کرو اور ظلم چھوڑ دو۔'' یہ برائیاں تمہارے اندر پیدا ہو گئی ہیں ان کی اصلاح کرو۔

آج بھی جو ان برائیوں کے حامل ہیں وہ توحید سے دوری کی وجہ سے ہیں۔ جن قوموں میں بھی یہ برائیاں ہیں اگر ایک آدھ اچھائی ہے بھی تو بہت ساری ان برائیوں میں سے جو میں نے پڑھی ہیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ توحید سے دور ہیں اور بدقسمتی سے بعض مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔

پھر آپؓ نے فرمایا کہ خدا کا قرب پانے کے لیے طریقہ یہ ہے کہ ''ہر حق دار کو اس کا حق دو۔'' بڑی ضروری چیز ہے۔ ''خدا نے اگر مال دیا ہے تو ملک و قوم کی خدمت اور کمزوروں اور غریبوں کی ترقی کے لیے اسے خرچ کرو۔ عورتوں کی عزت کرو اور ان کے حق ادا کرو۔ یتیموں کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھو اور ان کی خبر گیری کو اعلیٰ درجہ کی نیکی سمجھو۔ بیواؤں کا سہارا بنو۔ نیکیوں اور تقویٰ کو قائم کرو۔ انصاف اور عدل ہی نہیں بلکہ رحم اور احسان کو اپنا شعار بناؤ'' صرف انصاف نہیں بلکہ رحم بھی ہونا چاہیے۔ احسان بھی ہونا چاہیے۔ یہ ایک مومن کی تعلیم ہے۔ ''اس دنیا میں تمہارا آنا بیکار نہ جانا چاہیے۔ اچھے آثار اپنے پیچھے چھوڑو تا دائمی نیکی کا بیج بویا جائے۔ حق لینے میں نہیں بلکہ قربانی اور ایثار میں اصل عزت ہے۔'' صرف حق لینے کی کوشش نہ کرو۔ قربانی اور ایثار بھی ضروری ہے۔ ''پس تم قربانی کرو، خدا کے قریب ہو۔ خدا کے بندوں کے مقابل پر ایثار کا نمونہ دکھاؤ تا خدا تعالیٰ کے ہاں تمہارا حق قائم ہو۔''

یہ وہ نشانیاں ہیں جو حقیقی توحید پر قائم ہونے والے کے لیے ہیں۔ ''بے شک ہم کمزور ہیں مگر ہماری کمزوری کو نہ دیکھو۔'' یہ بھی آپؐ نے اعلان فرمایا۔ ''آسمان پر سچائی کی حکومت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے عدل کا ترازو رکھا جائے گا اور انصاف اور رحم کی حکومت قائم کی جائے گی جس میں کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ مذہب کے معاملہ میں دخل اندازی نہ کی جائے گی۔ عورتوں اور غلاموں پر جو ظلم ہوتے رہے ہیں وہ مٹا دیئے جائیں گے اور شیطان کی حکومت کی جگہ خدائے واحد کی حکومت قائم کر دی جائے گی۔

جب یہ تعلیمیں بار بار مکہ والوں کو سنائی جانے لگیں اور شریف الطبع لوگوں کی رغبت اسلام کی طرف بڑھنے لگی تو ایک دن مکہ کے سردار جمع ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے رئیس ہیں اور آپ کی خاطر ہم نے آپ کے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کچھ نہیں کہا۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ کے ساتھ ہم آخری فیصلہ کریں یا تو آپ اسے سمجھائیں اور اس سے پوچھیں کہ آخر وہ ہم سے چاہتا کیا ہے۔ اگر اس کی خواہش

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR

طالب دعا

Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001

☎ 0141-2615111- 7357615111
✉ oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AICCE-0289/Raj.

عزت حاصل کرنے کی ہے تو ہم اسے اپنا سردار بنانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر وہ دولت کا خواہش مند ہے تو ہم میں سے ہر شخص اپنے مال کا کچھ حصہ اس کو دینے کے لیے تیار ہے۔ اگر اسے شادی کی خواہش ہے تو مکہ کی ہر لڑکی جو اسے پسند ہو اس کا نام لے ہم اس سے اس کا بیاہ کرانے کے لیے تیار ہیں۔ ہم اِس کے بدلہ میں اس سے کچھ نہیں چاہتے اور کسی بات سے نہیں روکتے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے بتوں کو بُرا کہنا چھوڑ دے۔ وہ بیشک کہے خدا ایک ہے مگر یہ نہ کہے کہ ہمارے بت بُرے ہیں۔ اگر وہ اتنی بات مان لے تو ہماری اس سے صلح ہو جائے گی۔ آپ اسے سمجھائیں اور ہماری تجویز کے قبول کرنے پر آمادہ کریں۔ ورنہ پھر دو باتوں میں سے ایک ہو گی یا آپ کو اپنا بھتیجا چھوڑنا پڑے گا یا آپ کی قوم آپ کی ریاست سے انکار کر کے آپ کو چھوڑ دے گی۔ ابو طالب کے لیے یہ بات نہایت ہی شاق تھی۔ عربوں کے پاس روپیہ پیسہ تو تھوڑا ہی ہوتا تھا ان کی ساری خوشی ان کی ریاست میں ہوتی تھی۔ رؤساء قوم کے لیے زندہ رہتے تھے اور قوم رؤساء کے لیے زندہ رہتی تھی۔ یہ بات سن کر ابو طالب بیتاب ہو گئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! میری قوم میرے پاس آئی ہے اور اس نے مجھے یہ پیغام دیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے مجھے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر تمہارا بھتیجا ان باتوں میں سے کسی ایک بات پر بھی راضی نہ ہو تو پھر ہماری طرف سے ہر ایک قسم کی پیشکش ہو چکی ہے‘‘ بتا دیا ہے ہم نے کہ کیا کچھ دینے کو تیار ہیں۔ ’’اگر وہ اس پر بھی اپنے طریقہ سے باز نہیں آتا تو آپ کا کام ہے کہ اسے چھوڑ دیں اور اگر آپ اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوں تو پھر ہم لوگ آپ کی ریاست سے انکار کر کے آپ کو چھوڑ دیں گے۔ جب ابو طالب نے یہ بات کی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔‘‘ ابو طالب کی آنکھوں میں۔’’ان کے آنسوؤں کو دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور آپؐ نے فرمایا:

اے میرے چچا! مَیں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں اور میرا ساتھ دیں۔ آپ بیشک میرا ساتھ چھوڑ دیں اور اپنی قوم کے ساتھ مل جائیں۔ لیکن مجھے خدائے وَحْدَہٗ لاشریک کی قَسم ہے کہ اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی مَیں خدا تعالیٰ کی توحید کا وعظ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں اپنے کام میں لگا رہوں گا جب تک خدا مجھے موت دے۔

آپ اپنی مصلحت کو خود سوچ لیں۔ یہ ایمان سے پُر اور یہ اخلاص سے بھرا ہوا جواب ابو طالب کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی تھا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ گو مجھے ایمان لانے کی توفیق نہیں ملی لیکن اِس ایمان کا نظارہ دیکھنے کی توفیق ملنا ہی سب دولتوں سے بڑی دولت ہے اور آپ نے کہا اے میرے بھتیجے! جا اور اپنا فرض ادا کرتا رہ۔ قوم اگر مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو بیشک چھوڑ دے۔ میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20۔ صفحہ 199 تا 202)

توحید کے قیام کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی طرف سے ہر قسم کے ظلم و زیادتی کو برداشت کیا اور یہی روح آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں بھی پیدا فرمائی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لکھا ہے۔ انہوں نے اپنی گردنیں کٹوائیں جس کا نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے اَحداَحد کا اعلان کرتے ہوئے ظلم برداشت کیا اور اپنی جانیں قربان کیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء3 صفحہ 175 ’’بلال بن رباح‘‘ وجزء8 صفحہ 207 ’’سمیہ بنت خباط‘‘ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

کفار مکہ کی تمام برائیاں جن کا ذکر ابھی ہوا ہے ان کی توحید سے دوری کی وجہ سے تھیں اور شرک کی وجہ سے تھیں۔ آج بھی جن قوموں اور جن لوگوں میں یہ برائیاں ہیں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا وہ توحید سے دوری کی وجہ سے ہی ہیں۔ پس ایسے میں ہمارا کام ہے کہ توحید کا اعلان کرتے رہیں اور جہاں اس توحید کے پیغام کو پہنچائیں وہاں اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں میں بھی ایک واضح تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں تبھی ہم حقیقی توحید کے ماننے والے اور خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے کہلا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۰/مارچ ۲۰۲۶ء صفحہ ۲ تا ۷) ☆☆☆

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

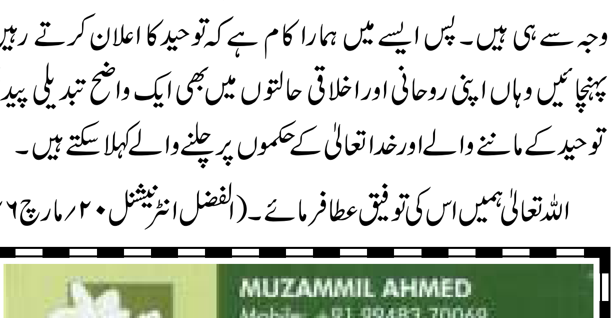

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK
Nursery
Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

جماعت احمدیہ محمود آباد (اُڑیسہ) میں موصیان کا ریفریشر کورس

یکم فروری کو مسجد ناصر آباد محمود آباد میں موصیان کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ جس میں 53 موصیان نے شمولیت کی۔ مکرم شیخ وسیم الدین صاحب صدر جماعت نے اس پروگرام کی صدارت کی۔ مکرم حلیم احمد صاحب مبلغ انچارج ضلع خوردہ و نیا گڑھ نے درج ذیل اُمور پر روشنی ڈالی:

- رسالہ الوصیت کے حوالہ سے نظام وصیت کی غرض و غایت
- نظام خلافت نظامِ آسمانی
- موصیان کا مقام و مرتبہ
- موصیان کی ذمہ داری کے وہ قرآن مجید پڑھائیں
- جو لوگ تا حال اس نظام آسمانی میں شامل نہیں ان کو شامل کریں۔ مذکورہ اُمور کے متعلق وضاحت سے موصیان کو سمجھایا گیا۔ کم و بیش اڑھائی گھنٹہ یہ ریفریشر کورس جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

(حلیم احمد مبلغ انچارج ضلع خوردہ نیا گڑھ اُڑیسہ)

⁂

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من و عن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ۔ (ادارہ)

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لئے نُور ہے۔

(قشیریہ، باب التّقوٰی، صفحہ 56)

سیرت النّبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(تحقیق وترتیب: آصف احمد خان)

باب اول (قسط نمبر 1)

عرب وعجم قبل از اسلام

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آباء واجداد

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ملک عرب سے اور بالخصوص مکہ سے ظہور فرمانا بیشمار حکمتوں پر مبنی ہے۔ انسانی آنکھ تاریخ عالم کی ورق گردانی کرتے ہوئے جب سرزمین عرب پر پہنچتی ہے تو ظھر الفساد فی البر والبحر کا اندوہناک نظارہ کرتی ہے۔ پھر وہی آنکھ ظہورِ اسلام کے بعد جب عرب کی پلٹی ہوئی کایا دیکھتی ہے تو دل ایمان وعقیدت سے بھر جاتا ہے اور زبانوں پر بے اختیار درود وسلام جاری ہوجاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَعلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

صَادَفْتَھُمْ قَوْمًا کَرَوْثٍ ذِلَّۃً
فَجَعَلْتَھُمْ کَسَبِیْکَۃِ الْعِقْیَانِ

تونے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا تو تُونے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنادیا۔

حَتّٰی انْثَنٰی بَرٌّ کَمِثْلِ حَدِیْقَۃٍ
عَذْبِ الْمَوَارِدِ مُثْمِرِ الْاَغْصَانِ

یہاں تک کہ خشک ملک اس باغ کی مانند ہوگیا جس کے چشمے شیریں ہوں اور جس کی ڈالیاں پھلدار ہوں۔

عَادَتْ بِلَادُ الْعُرْبِ نَحْوَ نَضَارَۃٍ
بَعْدَالْوَجٰی وَالْمَحْلِ وَالْخُسْرَانِ

ملکِ عرب خشک سالی۔ قحط اور تباہی کے بعد شاداب ہوگیا۔

کَانَ الْحِجَازُ مَغَازِلَ الْغِزْلَانِ
فَجَعَلْتَھُمْ فَانِیْنَ فِی الرَّحْمَانِ

اہل حجاز آھو چشم عورتوں سے عشق بازی میں لگے ہوئے تھے سو تُونے انہیں خدائے رحمٰن (کی محبت) میں فانی بنادیا۔ (قصائد الاحمدیہ صفحہ 3)

ملکِ عرب سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ظہور کی حکمت:

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات وفرمودات میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ملکِ عرب سے مبعوث ہونا حکمت سے خالی نہ تھا بلکہ ضرور تھا کہ آپ عرب ہی سے ظہور فرماتے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’اس آخری نور کا عرب سے ظاہر ہونا بھی خالی حکمت سے نہ تھا۔ عرب وہ بنی اسماعیل کی قوم تھی جو اسرائیل سے منقطع ہوکر حکمت الٰہی سے بیابانِ فاران میں ڈال دی گئی تھی اور فاران کے معنی ہیں دو فرار کرنے والے یعنی بھاگنے والے۔ پس جن کو خود حضرت ابراہیمؑ نے بنی اسرائیل سے علیحدہ کردیا تھا اُن کا توریت کی شریعت میں کچھ حصہ نہیں رہا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ وہ اسحاقؑ کے ساتھ حصہ نہیں پائیں گے۔ پس تعلق والوں نے انہیں چھوڑ دیا اور کسی دوسرے سے ان کا تعلق اور رشتہ نہ تھا۔ اور دوسرے تمام ملکوں میں کچھ کچھ رسوم عبادات اور احکام کی پائی جاتی تھیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ کسی وقت ان کو نبیوں کی تعلیم پہنچی تھی۔ مگر صرف عرب کا ملک ہی ایک ایسا ملک تھا جو ان تعلیموں سے محض ناواقف تھا اور تمام جہان سے پیچھے رہا ہوا تھا۔ اس لئے آخر میں اُسکی نوبت آئی اور اس کی نبوت عام ٹھہری تا تمام ملکوں کو دوبارہ برکات کا حصہ دیوے اور جو غلطی پڑ گئی تھی اس کو نکال دے۔ پس ایسی کامل کتاب کے بعد کس کتاب کا انتظار کریں جس نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پہلی کتابوں کی طرح صرف ایک قوم سے واسطہ نہیں رکھا۔ بلکہ تمام قوموں کی اصلاح چاہی اور انسانی تربیت کے تمام مراتب بیان فرمائے۔ وحشیوں کو انسانیت کے آداب سکھائے۔ پھر انسانی صورت بنانے کے بعد اخلاق فاضلہ کا سبق دیا‘‘

(روحانی خزائن، اسلامی اصول کی فلاسفی، جلد10 صفحہ 367)

اس ارشاد میں حضورؑ نے جو نکات بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے متعلق خداتعالیٰ نے جو وعدے کئے تھے انکے پورا ہونے کے لئے ضروری تھا کہ انکے دونوں بیٹوں کی نسلوں کو نبوت وشریعت کی نعمت سے نوازا جاتا۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل یعنی بنی اسرائیل میں خداتعالیٰ نے پے درپے انبیاء مبعوث فرمائے جبکہ انکے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل جو عرب میں آکر آباد ہوئی اس میں اُس وقت تک نبوت منقطع تھی اور ان کے پاس کوئی شریعت نہ تھی گویا امّی تھے۔ انہی امّیوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئے گئے وعدوں کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مبعوث فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں اور ان سے کئے گئے وعدوں کا ذکر قرآن میں اور بائیبل میں موجود ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حجاز میں آکر آباد ہونا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نسل اسماعیلؑ سے ہونا بھی ثابت شدہ حقیقت ہے۔

سیاسی حالات:

حضورؑ نے ظہور اسلام کے وقت عرب اور اسکے اردگرد کی سلطنتوں کے سیاسی وتمدّنی حالات بھی بیان فرمائے ہیں:

’’اس جگہ اس بات کا جتلا دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ خسرو پرویز کے وقت میں اکثر حصہ عرب کا پایۂ تخت ایران کے ماتحت تھا اور گو عرب کا ملک ایک ویرانہ سمجھ کر جس سے کچھ خراج حاصل نہیں ہوسکتا تھا چھوڑا گیا تھا مگر تاہم بگفتن وہ ملک اسی سلطنت کے ممالک محروسہ میں سے شمار کیا جاتا تھا لیکن سلطنت کی سیاست مدنی کا عرب پر کوئی دباؤ نہ تھا اور نہ وہ اس سلطنت کے سیاسی قانون کی حفاظت کے نیچے زندگی بسر کرتے تھے بلکہ بالکل آزاد تھے اور ایک جمہوری سلطنت کے رنگ میں ایک جماعت دوسروں پر امن اور عدل اپنی قوم میں قائم رکھنے کے لئے حکومت کرتی تھی جن میں سے بعض کی رائے کو سب سے زیادہ نفاذ احکام میں عزّت دی جاتی تھی اور اُن کی ایک رائے کسی قدر جماعت کی رائے کے ہم پلّہ سمجھی جاتی تھی۔‘‘

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن۔ جلد 15 حاشیہ صفحہ 376)

ذیل میں ظہور اسلام سے قبل عرب میں مشہور قبائل اور ریاستوں کا ذکر کرنا مناسب ہے تا کہ معلوم ہو کہ عرب کس طرح قبائل واقوام میں بٹا ہوا تھا۔ جس کا اپنا کوئی مرکزی نظام یا شریعت نہ تھی۔

غسان۔ عرب کے شمال میں ایک ریاست تھی جسکے باشندے مذہبًا عیسائی تھے لیکن نسلاً عرب تھے۔ یہ دراصل رومی حکومت کے ماتحت تھے۔ عرب میں عیسائیت بھی سب سے پہلے غسان میں داخل ہوئی۔

یمن۔ عرب کے جنوب میں یمن کا علاقہ تھا اس میں عیسائی اور مشرک قبائل آباد تھے یمن کے مشرکین کی حمایت بالعموم فارس کے ساتھ تھی اور عیسائیوں کی حمایت روم اور حبشہ کے ساتھ تھی۔ دور رسالت میں یمن کے اکثر حصہ پر ایران کی حکومت تھی ایران کی طرف سے باذان نامی گورنر مقرر تھا۔

نجران۔ نجران کا علاقہ بھی عرب کے جنوب میں یمن کے قریب ہی تھا اس علاقے میں عیسائیت کا زور تھا روم کے پوپ کی طرف سے یہاں بشپ اور آرچ بشپ بھی مقرر ہوتے تھے۔

بحرین۔ عرب کے مشرق میں بحرین کا علاقہ ہے۔ یہاں اس وقت ایران کی حکومت تھی یہاں کے مشہور قبائل عبدالقیس، بکر بن وائل، اور تمیم تھے۔

قبائل غطفان۔ عرب کے وسط یعنی نجد کے علاقہ میں غطفانی قبائل آباد تھے۔ ان میں سے قبائل اشجع، مروہ، فزارہ، کعب اور کلاب وغیرہ قابل ذکر تھے۔ یہ اندرونی طور پر آزاد تھے لیکن بیرونی معاملات میں بوقت ضرورت متحد ہوجایا کرتے تھے۔

خیبر وفدک۔ مدینہ کے شمال مشرق میں خیبر اور فدک کا علاقہ تھا۔ اس علاقہ میں یہود آباد تھے۔ یہاں یہود نے مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔

اوس وخزرج۔ مدینہ میں دو مشہور مشرک قبائل آباد تھے۔ اوس وخزرج۔ ان دونوں قبائل کی آپس میں شدید دشمنی تھی۔ اور کئی جنگیں لڑ چکے تھے۔ انکی آخری جنگ نبوت کے تیرھویں سال ہوئی۔ قبائل عرب میں سب سے پہلے اسلام انہی نے قبول کیا اور انصار کہلائے۔

مدینہ کے یہودی قبائل۔ مدینہ میں تین یہودی قبائل آباد تھے۔ بنوقینقاع، بنونضیر، اور بنوقریظہ۔

قریش مکہ۔ عرب کا سب سے مشہور قبیلہ قریش تھا جو مکہ اور اسکے اردگرد آباد تھا۔ قریش قبیلہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے عرب کا سب سے معزز قبیلہ تھا۔ خاص نسل اسماعیلؑ میں سے تھا۔ قریش اندرونی طور پر بھی تقسیم در تقسیم کا شکار ہوچکا تھا۔

یہ چند مشہور قبائل کا ذکر ہے لیکن اسکے علاوہ بھی بیسیوں قبائل آباد تھے۔ الغرض جزیرہ نما عرب مختلف اقوام اور قبائل اور مذاہب اور تمدنوں اور رواجوں کا ایک تیرتھ بنا ہوا تھا۔ جہاں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی۔ لیکن مجموعی طور پر عرب کو ایران کا ایک محروسہ علاقہ سمجھا جاتا تھا۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، صفحہ 1 تا 4، مطبوعہ کینیڈا 2018)

❀❀❀

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

RG
RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions

Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

امت محمدیہ میں آنے والا موعود مسیح نبی ہوگا یا نہیں؟ قرآن وحدیث سے صحیح مسلم کی حدیث

عیسیٰ نبی اللہ کے تائیدی شواہد

(عبدالسمیع خان۔ اُستاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امت محمدیہ میں مسیح کے رنگ میں آنے والے ایک موعود کی خبر دی جس نے کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے امتی نبی کا نام پایا

(قسط نمبر 1)

مسلم دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان میں سب سے بڑا یہ غلط عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ کو زندہ جسم سمیت آسمان پر اٹھالیا وہ دو ہزار سال سے آسمان پر ہیں اور آخری زمانہ میں اسی مادی جسم سمیت آسمان سے نازل ہوں گے۔ جبکہ قرآن شریف اس عقیدہ کی سختی سے تردید کرتا ہے مسیح کی وفات کا اعلان فرماتا ہے اور تمثیلی طور پر ان کی آمد کا اشارہ کرتا ہے۔ جس کی وضاحت کثرت سے احادیث رسول میں موجود ہے اور یہ حدیثیں گویا تواتر کا رنگ رکھتی ہیں کیونکہ ہر فرقے اور مسلک اور ہر طبقے میں موجود ہیں اور سبھی ان کا انتظار کر رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بعد ان کے منصب کے متعلق مسلمانوں میں بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ماضی میں ۱۰۰ سال پہلے تک اکثریت کا خیال تھا کہ وہ دوبارہ نزول کے وقت بھی نبی ہوں گے جبکہ زمانہ حال میں یہ عقیدہ بڑھتا اور پھیلتا جا رہا ہے کہ ختم نبوت کی وجہ سے ہر قسم کی نبوت بند ہے لہٰذا مسیح نبی نہیں ہوں گے بلکہ محض امتی یعنی امت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے۔ اس عقیدہ نے گذشتہ عرصہ میں کافی مقبولیت حاصل کی ہے جو خلاف قرآن وحدیث ہے۔ اس مضمون میں ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں اسی سوال کا جواب تلاش کریں گے کہ مسیح کی جسمانی یا تمثیلی آمد سے قطع نظر مسیحؑ جب بھی اور جس طرح بھی نازل ہوں گے وہ نبی ہوں گے یا نہیں۔

قرآن کریم کا اعلان

(1) قرآن کریم میں مسیحؑ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۭ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ (مریم ۳۱-۳۲) یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ نیز مجھے مبارک بنا دیا ہے جہاں کہیں میں ہوں اور مجھے نماز کی اور زکوٰۃ کی تلقین کی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے مسیح کو خدا نے نبی بنایا ہے اور وہ جہاں کہیں ہوں گے مبارک ہوں گے اور خدا کے حکموں پر کاربند رہیں گے وہ پہلی بعثت میں بھی نبی تھے اور جب بھی ان کی بعثت ثانی ہوگی وہ تب بھی نبی ہوں گے۔

(2) کیا سارے قرآن میں کوئی ایسی آیت ہے جو مسیح کے محض امتی ہونے کی خبر دیتی ہو؟

(3) کیا کوئی ایسی مثال موجود ہے کہ کسی نبی کو منصب نبوت سے معزول کیا گیا ہو۔ بلکہ حضرت آدمؑ اور یونسؑ سے جب اجتہادی غلطی ہوئی تب بھی وہ نبی ہی تھے اور بعد میں بھی نبی رہے؟

(4) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ (الانفال: ۵۴) یعنی اللہ کبھی وہ نعمت تبدیل نہیں کرتا جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت کو تبدیل کر دیں۔ کیا حضرت مسیح نے اپنی حالت کو بدل دیا جس کی وجہ سے ان سے یہ نعمت چھین لی گئی؟

احادیث نبویؐ کا اعلان۔ وہ نبی ہے

احادیث نبویہ میں واضح طور پر مسیحؑ کی آمد ثانی کے وقت انہیں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ احادیث کی کئی اہم کتب میں ایک سے زیادہ اسناد کے ساتھ روایات موجود ہیں ان میں سب سے صحیح اور اہم حدیث صحیح مسلم کی ہے جو حدیث کی ٦ صحیح ترین کتابوں یعنی صحاح ستہ میں بخاری کے بعد دوسرے نمبر پر ہے اس میں ۱۲ اسناد کے ساتھ مسیح کو ایک ہی حدیث میں ۴ دفعہ نبی اللہ کہا گیا ہے یہ روایت صحابی رسول حضرت نواس بن سمعانؓ سے ہے طویل عبارت میں سے صرف متعلقہ حصہ پیش ہے۔

(2) يُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ... ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ۔ (صحیح مسلم۔ المؤلف: مسلم بن الحجاج النیسابوری (المتوفی: ۲۶۱ھ) كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ وَمَا مَعَهُ۔ حدیث نمبر ۷۲۹۳)

یہ حدیث امام مسلم نے ۲ سندوں سے لکھی ہے اس لیے علم حدیث کی اصطلاح میں یہ ۲ روایات ہیں اور روایت کے اصولوں پر علماء نے ان کو صحیح قرار دیا ہے۔

(3) تیسری حدیث سنن ابن ماجہ میں ہے یہ کتاب بھی صحاح ستہ میں شامل ہے اور اس نے اپنی سند سے روایت کی ہے اس کے پہلے ۲ راوی مسلم سے مختلف ہیں اوپر جا کر مسلم کی سند سے مل جاتی ہے اور الفاظ کم وبیش ایک ہی ہیں۔ (سنن ابن ماجہ۔ المؤلف: ابن ماجة محمد بن يزيد القزويني، (المتوفی: ۲۷۳ھ) کتاب الْفِتَنِ۔ بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ۔ حدیث نمبر ۴۰۷۵)

(4) تفسیر طبری تفسیر کی کتاب ہے انہوں نے سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۹۷ کی تفسیر درباره یاجوج ماجوج میں اپنی سند سے یہی حدیث درج کی ہے۔ (جامع البیان فی تأویل القرآن۔ المؤلف: محمد بن جریر أبو جعفر الطبری (المتوفی: ۳۱۰ھ)

(5) ٦-۷-۸۔ حدیث کے مشہور امام ابن مندہ نے الایمان میں اسی حدیث کو اپنی ۴ سندوں سے درج کیا ہے اور اس میں ۴ کی بجائے ۵ بار نبی اللہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کی سند میں صحاح ستہ کی مشہور کتاب سنن نسائی کے مصنف ابو عبدالرحمان نسائی کا نام بھی ہے۔ (الإیمان۔ المؤلف: محمد بن إسحاق بن مَنْدَه (المتوفی: ۳۹۵ھ) ذِكْرُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِخُرُوجِ الدَّجَّالِ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ حدیث نمبر ۱۰۲۷)

(9) امام حسین بن مسعود نے بھی اس حدیث کو اپنی سند سے لکھا ہے جس میں امام مسلم کا نام بھی ہے۔ (شرح السنة۔ المؤلف: محيى السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود الشافعي (المتوفى: ۵۱۰ھ) بَابُ الدَّجَّالِ حدیث نمبر ۴۲۶۱) انہوں نے اس حدیث کو اپنی تفسیر میں بھی اسی سند سے لکھا ہے۔ (معالم التنزیل۔ تفسیر البغوی۔ جلد ۳ صفحہ ۲۱۹۔ زیر آیت کہف ۹۷)

اس طرح ۴ کتب حدیث اور ۲ تفاسیر میں ۹ سندوں کے ساتھ مسیح کو نبی اللہ قرار دیا گیا ہے۔

میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک اور طریق سے آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا ہے۔ اور کئی جگہ یہ وضاحت بھی ہے کہ اس سے مراد آنے والا مسیح ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

(10) لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ رَسُولٌ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ فِيكُمْ (الجامع۔ المؤلف: معمر بن راشد (المتوفی: ۱۵۳ھ) جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۱ باب نزول عیسیٰ حدیث نمبر ۲۰۸۴۵) یعنی میرے اور اس کے درمیان کوئی رسول نہیں اور وہ تم میں نازل ہوگا۔ یہ کتاب زمانی لحاظ سے مسلم سے کم از کم ۱۰۰ سال پہلے کی ہے یہ روایت مصنف کی اپنی سند سے ہے اس حدیث سے ملتے جلتے الفاظ بہت سی کتب میں موجود ہیں چند بہت ابتدائی کتب کے حوالے زمانی ترتیب سے درج ہیں جو اپنی سند سے روایت کرتے ہیں۔

(11) کتاب الفتن۔ المؤلف: أبو عبداللہ نعیم بن حماد (المتوفی: ۲۲۸ھ) جلد ۲ صفحہ ۵۷۵۔ حدیث نمبر ۱۶۰۸

(12) مسند ابوداؤد طیالسی میں ہے۔ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِي۔ (مسند أبي داود الطيالسی۔ المؤلف: أبو داود الطیالسی (المتوفی: ۲۰۴ھ) جلد ۴ صفحہ ۳۰۱۔ حدیث نمبر ۲۶۹۸) یہ صحاح ستہ والے ابوداؤد سے الگ ہیں۔ یہ حدیث کئی کتب میں ہے ۱۳ اہم ابتدائی کتب درج ہیں۔

(13) المصنف فی الأحادیث والآثار۔ المؤلف: أبو بكر بن أبي شيبة، (المتوفی: ۲۳۵ھ) جلد ۷ صفحہ ۴۹۹۔ حدیث نمبر ۳۷۵۲۶۔ یہ حدیث بھی کئی کتب میں ہے ۲ کے حوالے درج ہیں۔

(14) مسندال إمام أحمد۔ المؤلف: أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفی: ۲۴۱ھ) جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۳۔ حدیث نمبر ۹۲۷۰

(15) الشريعة۔ المؤلف: أبو بكر محمد الآجُرِّي (المتوفی: ۳۶۰ھ) جلد ۳ صفحہ ۱۳۲۱۔ حدیث نمبر ۸۸۸

(16) مسند إسحاق بن راهويه میں یہ الفاظ ہیں لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِي، (المؤلف: أبو يعقوب إسحاق المعروف به ابن راهويه (المتوفی: ۲۳۸ھ) جلد ۱ صفحہ ۲۴ حدیث نمبر ۴۳)

(17) صحاح ستہ کی مشہور ترین کتاب صحیح البخاری میں بھی ہے لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ (صحیح البخاری۔ المؤلف: محمد بن إسماعيل البخاری (المتوفی: ۲۵۶ھ)۔ کتاب احادیث الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم حدیث نمبر ۳۴۴۲)

(18) صحاح ستہ کی سنن ابوداؤد میں ہے لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى وَإِنَّهُ نَازِلٌ، یعنی میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہوگا۔ (سنن أبي داود۔ المؤلف: أبو داود سليمان بن الاشعث (المتوفی: ۲۷۵ھ) کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۴)

(19) صحیح ابن حبان میں ہے لَيْسَ بَيْنَنَا نَبِي۔ یعنی ہم دونوں کے درمیان کوئی نبی نہیں (صحیح ابن حبان۔ المؤلف: محمد بن حبان البُستی (المتوفی: ۳۵۴ھ) جلد ۱۴ صفحہ ۷۴ حدیث نمبر ٦۱۹۴) اس کی دوسری روایت میں ابوداؤد کے الفاظ ہیں:

(20) یہی الفاظ مسند شامیین میں بھی ہیں (مسند الشامیین۔ المؤلف:۔ أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: ۳٦۰ھ) جلد ۴ صفحہ ۲۸۹ حدیث نمبر ۳۳۲۴)

(21) المعجم میں ہے۔ أَلَا إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَلَا رَسُولٌ، أَلَا إِنَّهُ خَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي بَعْدِي (المعجم الاوسط۔ المؤلف: أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: ۳٦۰ھ) جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ حدیث نمبر ۴۸۹۸) میرے اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی رسول اور نبی نہیں۔ سنو وہ میرے بعد میری امت میں میرا خلیفہ ہوگا (آزاد نبی نہیں ہوگا بلکہ میری شریعت پر عمل پیرا ہوگا)

(22) مستدرک حاکم میں ہے لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ نَبِيٌّ (المستدرك على الصحيحين۔ المؤلف: أبو عبدالله الحاكم (المتوفی: ۴۰۵ھ) جلد ۲ صفحہ ٦۴۸ حدیث نمبر ۴۱۵۳)

(23) السنن الواردة۔ المؤلف: عثمان بن سعيد الدانی (المتوفی: ۴۴۴ھ) جلد ٦ صفحہ ۱۲۳۳ حدیث نمبر ٦۸۴

اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائی زمانہ کی کتب میں متعدد اسناد کے ساتھ مسیح کے نبی اللہ ہونے کی روایت موجود ہے۔

(باقی آئندہ)

---

131 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 25، 26، 27 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 25، 26، 27 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کرکے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

مجلس عرفان آجکل مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر خطبہ دے رہا ہوں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بہت ساری باتیں ہیں جو ہمیں چاہئے کہ ہم دیکھیں اور سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے role model ہیں، اُسوۂ حسنہ ہیں، تو اس لیے ہمیں ان کی باتیں سیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لیے خطبہ سننا چاہئے۔ سنو، دیکھو اور اس پر عمل کرو، اس کی practice کرو اور نیک بچے بن جاؤ

- ● تربیتی پروگرام میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کے لیے اچھے دوست کا انتخاب کریں، لیکن جن بچوں کے ساتھ والدین چاہتے ہیں کہ ہم اُٹھیں بیٹھیں، اگر وہ دوست ہی نہ بننا چاہتے ہوں تو اس بارے میں حضورِ انور کی کیا نصیحت ہے؟
- ● چھوٹے بچوں کو خطبہ کیوں سننا چاہیے؟
- ● ہم کیسے self confidence (خود اعتمادی) حاصل کر سکتے ہیں؟
- ● سوال آپ نے اپنی آمین (کی تقریب) پر کیا کیا تھا؟

امیر المومنین حضرت خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کے ایک وفد کی ملاقات

(بقیہ ملاقات)

ایک لجنہ ممبر کی جانب سے سوال کیا گیا کہ کیا نوجوان لجنہ کے لیے پڑھائی مکمل کرنے سے پہلے شادی کرنا مناسب ہے، اس تناظر میں کہ شادی کی وجہ سے پڑھنے کا موقع نہ ملے یا وہ شادی کے بعد تعلیم حاصل نہ کر سکے؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اگر اچھا رشتہ ملتا ہے اور لڑکی شادی کرنے پر راضی ہے تو شادی کر لو اور پھر یہ کہ فیملی نہیں بنانی کیونکہ مَیں نے پڑھنا ہے، وہ غلط ہے۔

حضورِ انور نے ذکر کیا کہ بعض لڑکیاں ایسی ہیں جنہوں نے شادی کی، ان کے دو تین بچے ہو گئے تو پھر انہوں نے پڑھائی کی بلکہ بعضوں نے مجھے بتایا، امریکہ میں مجھے دو تین ایسی لڑکیاں ملی تھیں کہ جنہوں نے بچوں کی پیدائش کے بعد جب بچے بڑے، ذرا بڑے ہو گئے تو پھر پڑھنا شروع کیا اور میڈیسن بھی کیا۔ شادی کر بھی لی تو preference پہلے یہی ہونی چاہیے کہ گھر کو سنبھالنا ہے، یا تو شادی نہ کرو، لیکن اگر اچھا رشتہ ملے تو شادی کر لینی چاہیے۔

حضورِ انور نے خواتین کو تعلیم اور ازدواجی زندگی کے درمیان توازن کو برقرار رکھنے کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے تلقین فرمائی کہ جب شادی کر لی تو پھر بہتر یہی ہے کہ جو اپنے گھر کی زندگی ہے اس کو گزارو اور بچے ہو جائیں تو ان کو سنبھالو اور ان کی تربیت کرو۔ پھر اگر کسی profession میں جا رہی ہو، پڑھائی کرنی ہے اور اگر ہمت ہے تو پھر بعد میں کر سکتی ہو۔ ابھی بھی بعض لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ ابھی کل ہی مجھے ناروے سے ایک احمدی مل کے گئے ہیں، ان کی بیوی پاکستان سے آئی تھی، بیس بائیس سال پہلے شادی ہوئی تھی۔ اب بچے بڑے ہو گئے تو اس نے دوبارہ پڑھائی شروع کی اور اب اس سال اس نے میڈیسن کر لیا ہے اور اس کی عمر تقریباً ۴۸ یا ۴۹ سال ہو گئی ہے۔ تو ایسی ہمت والی عورتیں ہوتی ہیں، تو جو ایسا کر سکتی ہیں وہ کریں، لیکن اس لیے اپنے گھروں کو برباد نہ کرو کہ ہم نے پڑھائی کرنی ہے۔ اس لیے ہم یہاں رہیں گی، خاوند وہاں ہیگ (Hague) میں رہ رہا ہے اور مَیں ایمسٹرڈم (Amsterdam) میں پڑھائی کر رہی ہوں تو مَیں وہاں رہوں گی، یہ نہیں ہوگا۔

حضورِ انور نے آخر پر تاکید فرمائی کہ رہنا ہے تو اکٹھے رہو، فیملی بناؤ اور جب فارغ ہو جاؤ تو پھر آپس میں ایک دوسرے سے مشورہ کر کے، تم میں mutual agreement ہونا چاہیے، اس کے بعد اگر پڑھائی کرنی ہے اور خاوند کہتا ہے کہ ٹھیک ہے تو کر لو۔ اور وہ بھی کسی اچھے profession کے لیے، کوئی خدمتِ انسانیت کے لیے پڑھائی کرنی ہے تو کرو۔ میڈیسن ہے یا ایسی اور ٹیچنگ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہو۔ لیکن صرف یہ کہ مَیں نے پیسے کمانے کے لیے پڑھنا ہے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں، سوائے اس کے کہ خاوند پیسے نہ دیتا ہو، تو پھر وہ ویسے ہی خاوند ظالم ہے اس کو سمجھاؤ۔

ایک شریکِ مجلس نے ذکر کیا کہ مغربی دنیا میں لوگ اپنے پالتو جانوروں کو ہر جگہ لے کر جاتے ہیں نیز پبلک ٹرانسپورٹ پر بھی وہ عموماً کرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔ نیز اگر ان جانوروں سے direct یا indirect رابطہ ہو تو کیا نماز ادا کر سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں استفہامیہ انداز میں توجہ دلائی کہ ان کے جانور ہیں، وہ لے جاتے ہیں تو تمہیں کیا اعتراض ہے، سیٹوں پر بیٹھے ہیں تو پھر کیا ہوا؟ سیٹ کو صاف کرواور تم وہاں بیٹھ جاؤ۔ تمہیں یہ تو نہیں کہتے تم اس کو اپنی گود میں بٹھا لو۔ اور کیا کر سکتی ہو؟ اگر تم کہو گی کہ مَیں نے نہیں بیٹھنا، اس کو اُتارو تو وہ کہیں گے تم اُتر جاؤ، ہم نہیں اُتارتے۔ اپنے گھر میں جو تمہاری اپنی چیز ہے وہاں گند نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تم نے نماز وغیرہ پڑھنی ہوتی ہے اور جگہ صاف رکھنی ہے تو ٹھیک ہے۔

باقی اگر صاف کتّا ہے، گند کوئی نہیں ہے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کتّے بعض دفعہ لباس کو touch کر جاتے ہیں، ہم لوگ بہت زیادہ rigid ہو جاتے ہیں کہ نہیں کرنا چاہیے۔

حضورِ انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سارے لوگ تھے، جنہوں نے بکریوں، lamb یا sheep وغیرہ کے herds رکھے ہوتے تھے تو انہوں نے shepherd dog بھی رکھے ہوتے تھے اور ان میں پھر رہے ہوتے تھے تو وہ ان کے کپڑوں کو آ کے touch بھی کر دیتے تھے۔ ظہر، عصر کی نماز کا وقت ہوتا تھا تو وہ لوگ انہی کپڑوں میں آ کے مسجدِ نبویؐ میں نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے، حالانکہ انہیں کتّوں نے touch کیا ہوتا تھا۔

حضورِ انور نے ہدایت فرمائی کہ وضو کیا، نماز پڑھ لی، تو کوئی ایسا ہرج نہیں ہے۔ گند نہیں لگنا چاہیے، گند کی صفائی ہونی چاہیے، باقی گھروں میں کیونکہ کتّوں کے ساتھ گند وغیرہ بھی آ جاتا ہے تو اس لیے وہاں یہ avoid کرو۔ مسجد صاف جگہ ہے، اس میں کتّے نہیں آنے چاہئیں، بلّیاں وغیرہ تو ہر ایک کے گھروں میں پھرتی رہتی ہیں۔ باقی اسی سے زیادہ خطرہ ہے کیونکہ لوگ عام طور پر زیادہ تر گھروں میں dogs ہی رکھتے ہیں جو کہ بعض دفعہ بڑے خوفناک، furious قسم کے ہوتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ویسے ہی ڈر لگتا ہے۔ ان کے باہر pen بنا کر انہیں وہاں رکھو۔

آخر پر حضورِ انور نے سوال کے نفسِ مضمون کے مطابق پالتو جانوروں کے حوالے سے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ اگر وہ بسوں میں بیٹھتے بھی ہوں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس جگہ کوئی گند لگا ہوا ہے تو صفائی کر لو، بال اس کے نظر آ رہے ہیں تو ایک ٹشو سے صاف کر لو، ہر ایک کے پاس جیب میں ٹشو تو ہوتا ہے۔

حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا اگلا سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب سے ضروری چیز کیا ہے؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کہ مَیں نے جنّ و اِنس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے تمہیں پیدا کیا، اچھا انسان بنایا اور سب سے superior بنایا ہے۔ جو جانور اور بہت ساری چیزیں ہیں، ان سب سے superior بنایا تو اس لیے تم میری شکر گزاری کرو اور شکر گزاری کے لیے یہ ہے کہ تم میری عبادت کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کو جو چیز پسند ہے وہ عبادت کرنا اور عبادت میں اس کا شکر ادا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا ہے، ہمیں سوچ دی، ہمیں اچھا انسان بنایا۔ ہم اللہ کا شکر کر رہے ہیں جو اس نے ہمیں نعمتیں دی ہیں، ان ملکوں میں کھانے پینے کا سامان دیا، سواریاں دیں اور پڑھائی کی facilities دیں اور موقع دیا کہ ہم پڑھ سکیں اور اچھے بن سکیں تو اس پر شکر گزاری کرو کیونکہ یہی چیز اللہ کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ شکر گزاری کو پسند کرتا ہے اور اس کے لیے عبادت کرنا ضروری ہے۔

ایک شریکِ مجلس کی جانب سے راہنمائی طلب کی گئی کہ خود کو بیرونی مضر اثرات سے کیسے محفوظ رکھا جا سکتا ہے؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں قرآنِ شریف کی تعلیمات پر عمل کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک سچا مسلمان، خاص طور پر ایک احمدی مسلم لڑکی یا عورت کو ان احکاماتِ الٰہی کو سمجھنا اور اپنی زندگی میں نافذ کرنا چاہیے۔

حضورِ انور نے پانچ وقت کی نماز کی اہمیت پر زور دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے نیز قرآنِ شریف کو باقاعدگی سے پڑھنے اور سمجھنے کی ترغیب دلائی۔ اسی طرح حضورِ انور نے اعلیٰ اخلاقی معیاروں کو برقرار رکھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے قرآنِ شریف کی اس آیت کی طرف توجہ مبذول کروائی کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ یعنی اور وہ جو لغو سے اِعراض کرنے والے ہیں۔

خود کو مضر اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے غیر ضروری اور غلط قسم کی سرگرمیوں سے بچنا ضروری ہے، جیسا کہ ٹی وی یا انٹرنیٹ پر نامناسب مواد جو انسان کو بے حیائی کے مواد سے روبرو کر سکتا ہے۔ مزید برآں حضورِ انور نے اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کے لیے مسلسل دعاؤں، خاص طور پر پنج وقتہ نمازوں کے التزام اور باقاعدگی سے استغفار ’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ‘‘ پڑھنے کی جانب توجہ مرکوز کروائی۔

بایں ہمہ حضورِ انور نے فرمایا کہ اس طرح کی دعائیں انسان کو دنیا کے منفی اثرات سے محفوظ رکھتی ہیں اور گناہ کی عادات سے بچنے میں مدد دیتی ہیں۔

حضورِ انور نے مزید توجہ دلائی کہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ ایک احمدی مسلمان ہیں اور ایک احمدی مسلمان کے طور پر آپ نے یہ عہد کیا ہے کہ نہ صرف آپ اپنے آپ کو بہتر مسلمان بنائیں گے بلکہ آپ اسلام کا پیغام دوسروں تک بھی پہنچائیں گے۔ اگر آپ خود اسلام کی اچھی تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے تو آپ دوسروں کو کیسے سمجھا سکتے ہیں؟

آخر پر حضورِ انور نے فرمایا کہ ان اصولوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے، انسان کامیابی سے خود کو بیرونی مضر اثرات سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ ہم احمدی مسلمانوں کے لیے ہجرت کا مقصد دین کو آزادی سے قائم کرنا اور اپنی روحانی اور دینی حالت کو بہتر بنانا ہوتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ جب ہجرت کرتے ہیں تو وہ اس قربانی اور

مقصد کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور دنیاوی معاملات میں زیادہ مگن ہوجاتے ہیں۔ نیز اس کی بابت راہنمائی طلب کی کہ اس بارے میں جماعت کو کیا کرنا چاہیے؟

حضورِانور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ان کو realise کراؤ۔ یہ تو لجنہ کا کام ہے اور جماعت کے شعبہ تربیت کا کام ہے۔ ان کو کہیں کہ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے موقع دیا، پاکستان سے اگر ہجرت کی ہے تو وہاں یہ بہانا تھا کہ ہم کھل کے نمازیں نہیں پڑھ سکتے، جمعہ نہیں پڑھ سکتے، کئی سال ہو گئے ہیں کہ احمدیوں نے مسجد میں جا کے جمعہ نہیں پڑھا بلکہ کئی سال سے تو عورتوں نے عیدیں بھی نہیں پڑھیں۔

تو یہاں اس لیے ہم آئے تا کہ ہمیں آزادی ملے اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور جب اللہ تعالیٰ نے یہاں آزادی دے دی ہے تو اس کی شکرگزاری کرنی چاہیے اور ایک صحیح اچھے انسان کو تو یہی چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کو موقع دیا اور غلط چیزوں سے بچایا اور موقع دیا کہ یہاں آ کے اپنے دین پر صحیح طور پر عمل کر سکیں، تو ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اس پر عمل کریں۔

اگر دنیاداری میں ہی پڑ گئے تو پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے! ایک حدّ تک تو مَیں تمہیں دیتا ہوں، لیکن پھر بعض دفعہ مَیں چھین بھی لیا کرتا ہوں۔ بعض دفعہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سبق دینے کے لیے اس دنیا میں ہی ان کے حالات خراب کر دیتا ہے، ان کے گھر کے سکون ختم ہوجاتے ہیں، satisfaction نہیں رہتی۔ صرف دنیا کماتے کماتے پھر ذہنی سکون (peace of mind) ختم ہو جاتا ہے۔ یا یہاں اگر بچ بھی گئے، اگر غلط حرکتیں کر رہے ہیں تو اگلے جہان میں پکڑے جاتے ہیں۔

حضورِانور نے توجہ دلائی کہ لجنہ کا کام ہے، شعبہ تربیت کا کام ہے کہ ان کو پیار و محبّت سے سمجھاتے رہیں۔ جماعتی طور پر بھی لوگوں کو سمجھاتے رہنا چاہیے کہ ہمارا جو مقصد ہے وہ کیا ہے، ہم بڑے مقصد کے لیے آئے ہیں، انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ تو جو مقصد ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتایا، ان کو بتاؤ کہ یہ مقصد ہماری زندگی کا ہے اور اس پر ہمیں سب سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آخر پر حضورِانور نے یاددہانی کروائی کہ ہم سمجھا ہی سکتے ہیں، ڈنڈے تو نہیں مار سکتے، سمجھانا کام ہے۔ سمجھاتے رہنا چاہیے، مستقل اور پیار سے لجنہ اور ناصرات کو بھی سمجھانا چاہیے۔

اگلا سوال بھی ایک لجنہ ممبر کی جانب سے کیا گیا کہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے ہمیں حقوق اللہ ادا کرنے پر زیادہ زور دینا چاہیے یا حقوق العباد پر زیادہ زور دینا چاہیے؟

حضورِانور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دونوں ضروری ہیں۔ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے حقوق اللہ بھی ضروری ہیں اور حقوق العباد بھی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیے ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ابھی مَیں نے بتایا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے، جنّ و اِنس کی پیدائش کا مقصد کیا ہے، یہی مقصد ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اس کے حکموں پر چلنا، اس کا ہی حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیے ہیں، اس پر عمل کرو۔

حضورِانور نے توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تمہاری نمازیں تمہیں واپس لَوٹا دی جائیں گی، تمہارے منہ پر ماری جائیں گی، اللہ میاں قبول نہیں کرے گا، مگر کیوں؟ کیونکہ تم غریبوں کا خیال نہیں رکھتے تھے، یتیموں کا خیال نہیں رکھتے تھے، تمہارے اچھے اخلاق نہیں تھے، اس لیے مَیں نمازیں قبول نہیں کروں گا۔ تو اس لیے موقع محل کے لحاظ سے ہر چیز ہوتی ہے، حقوق اللہ بھی ضروری ہیں اور حقوق العباد بھی ضروری ہیں۔

حضورِانور نے مزید توجہ دلائی کہ اگر انسان صرف کہہ دے کہ مَیں نمازیں پڑھ رہا ہوں اور حقوق العباد ادا نہیں کر رہا۔ مثلاً ایک خاوند ہے جو اپنی بیوی کا حق ادا نہیں کر رہا، ایک باپ ہے جو اپنے بچوں کا حق ادا نہیں کر رہا، ایک بھائی ہے جو اپنے بہن بھائیوں کا حق ادا نہیں کر رہا، ایک ماں ہے جو اپنے خاوند اور بچوں کا حق ادا نہیں کر رہی تو اس کی نمازوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضورِانور نے یاد کروایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے حق رکھے ہیں۔ خاوند کا بھی، بیوی کا بھی، بچوں کا بھی، بہن بھائیوں کا بھی، لوگوں کا بھی، معاشرے کا بھی اور اس پر مَیں نے گذشتہ کئی سالوں سے جلسہ کی تقریروں میں لمبے حقوق بھی بیان کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے۔ اس لیے حقوق اللہ بھی ضروری ہیں اور حقوق العباد بھی ضروری ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ بعض دفعہ حقوق العباد، حقوق اللہ سے بڑھ جاتے ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں اپنے حق تو بعض دفعہ معاف کر دیتا ہوں۔ مثلاً اگر کوئی نماز چھوڑتا ہے تو وہ تو مَیں معاف کر دوں گا کہ ٹھیک ہے کہ اس نے مجھ سے معافی مانگ لی، غلطی ہو گئی، نماز چُھٹ گئی، لیکن اگر اس نے کسی کا حق مار لیا، کسی پر ظلم کیا تو اس کو اس کی سزا ملے گی۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔ تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام میں جو تعلیم دی ہے، وہ بڑی balanced تعلیم ہے کہ جہاں حقوق اللہ ادا کرو، وہاں حقوق العباد بھی ادا کرو اور قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح طور پر لکھ دیا کہ ان کی نمازیں کیوں واپس کیں کہ وہ بھوکوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، یتیموں کا خیال نہیں رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہمسایوں کا خیال رکھو، ان کے حق ادا کرو، دشمن سے بھی نیک سلوک کرو اور دنیا پر احسان کرو۔

تو یہ چیزیں موقع محل کے لحاظ سے ضروری ہیں۔ اگر نہیں کرتے تو بیشک جتنی مرضی نمازیں پڑھنے والا ہو، اللہ میاں اس کی نمازیں قبول نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ خود کہہ دیا ہے۔

حضورِانور نے تلقین فرمائی کہ جن کے خاوند حق ادا نہیں کرتے، ان کے خاوندوں کو کہیں کہ حق ادا کیا کریں، جن کے سسرال والے حق ادا نہیں کرتے تو سسرال والوں کو کہیں کہ حق ادا کیا کریں۔ یہ نہیں کہ جماعت کا کام کر لیا اور بیوی بچوں کے حق ادا نہ کیے، صرف جماعت کا حق ادا کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، وہاں بھی نمازیں ضروری ہیں اور پھر بندوں کے حق ادا کرنا بھی ضروری ہیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 2 جنوری 2025ء)

(باقی آئندہ)

⁂

”نظارت تعلیم“ کے تحت تعلیمی ادارہ جات میں ٹیچرز کی ضرورت

قادیان میں موجود اسکول میں JBT گریڈ کی کچھ اسامیاں پُر کی جانی مطلوب ہیں۔ پنجابی، انگلش، ہندی، اُردو جاننے والی اُمیدواران جو خدمت کا جذبہ اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت رکھتی ہوں، نظارت دیوان قادیان کی طرف سے مطبوعہ کوائف فارم پُر کر کے اپنی درخواستیں جمع کرواسکتی ہیں۔ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) T.G.T (ٹرینڈ گریجویٹ جنرل لائن ٹیچر)/ JBT (جونیئر بیسک ٹیچر)-(LADY TEACHER) تعلیمی قابلیت:- 55% نمبرات کے ساتھ گریجویشن اور B.Ed. کے ساتھ گورنمنٹ سے منظور شدہ کسی ادارے میں 3 سال کا پڑھانے کا تجربہ ہو۔
(پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی۔)

(2) کمپیوٹر ٹیچر - (MALE TEACHER) تعلیمی قابلیت:-متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.C.A) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔ پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی۔

(3) Physical Education Teacher-(MALE TEACHER)
تعلیمی قابلیت:-متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.P.Ed) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔

(4) CTET یا TET کوالیفائیڈ امیدوار کو ترجیح دی جائیگی۔

(5) صرف UGC سے منظور شدہ تعلیمی ادارہ جات کی اسناد ہی قابل قبول ہوں گی۔

(6) اُمیدوار کی عمر 20 سال سے کم اور 40 سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر کی حد میں چھوٹ پر غور ہوسکتا ہے۔

(7) صرف انہی اُمیدواران کی سلیکشن پر غور ہوگا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو میں کامیاب ہونگے اور نور ہسپتال کی طبی رپورٹ کے مطابق صحتمند ہوں گے۔

(8) Selection کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

(9) انٹرویو کے لئے قادیان بلانے کی صورت میں آمد و رفت کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(10) انٹرویو کی تاریخ کے تعلق سے بعد میں اطلاع دی جائیگی۔

(11) مطبوعہ کوائف فارم، دفتر نظارت دیوان یا درج ذیل ایڈریس/Email سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(12) درخواستیں تعلیمی قابلیت و تجربہ کی اسناد (Self Attested) نقول کے ساتھ نظارت دیوان میں اعلان ھٰذا سے دو ماہ کے اندر اندر پہنچ جانی چاہئیں۔

(13) گزارہ الاؤنس و دیگر معلومات کے لئے درج ذیل ای میل و فون نمبرز پر دفتری اوقات کے دوران رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں: نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516
موبائل: 09682627592, 09888232530, دفتر: 01872-501130
E-mail: diwan@qadian.in

ضلع شموگہ و چتر درگہ (کرناٹک) میں وقف نو کا پہلا سالانہ اجتماع

24/25 جنوری کو شموگہ میں وقف نو کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ مکرم شہاب الدین صاحب نائب ناظر بیت المال آمد نے صدارت کی۔ تلاوت قرآن مجید، نظم اور رپورٹ کے بعد خاکسار امیر ضلع شموگہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ پیغام پڑھ کر سُنایا جو حضور نے ہالینڈ کے واقفین نو کے اجتماع میں ارشاد فرمایا تھا۔ اس بصیرت افروز پیغام کے بعد مکرم جاوید احمد سنوری صاحب معلم سلسلہ نے واقفین نو کی ذمہ داریوں کے عنوان پر تقریر کی۔

اس دو روزہ اجتماع میں علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔ اختتامی اجلاس 25/جنوری کو شام 3-30 پر منعقد ہوا۔ مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں محترم امیر صاحب ضلع نے انعامات تقسیم کئے۔ بعد دُعا اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کے موقعہ پر طعام کا انتظام بھی تھا اور نمائش بھی لگائی گئی تھی۔ اس طرح دوسرے روز شہید طالع احمد کی ڈاکومینٹری بھی دکھائی گئی۔ اس موقع پر واقفین نو کے سوالات کے جواب بھی دئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے اور ہماری حقیر ساعی کو قبول فرمائے۔

(سیّد محمد بشیر الدین امیر ضلع شموگہ و چتر درگہ)

سرایا اور غزوۂ تبوک: سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہم اسباق

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10/ اکتوبر 2025ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: سریہ ضحاک بن سفیان کس قبیلے کی طرف بھیجا گیا تھا؟

جواب: حضور انور حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ضحاک بن سفیان کلابیؓ کی قیادت میں ایک سریہ قبیلہ بنوکلاب کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ اس مہم کا مقصد اس قبیلے کو اسلام کی دعوت دینا اور اس علاقے میں امن قائم کرنا تھا تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی دشمنی یا فساد پیدا نہ کریں۔

سوال: اس سریہ میں کون سا ایمان افروز واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اس سریہ کے دوران ایک نہایت ایمان افروز واقعہ پیش آیا۔ ایک مسلمان بیٹے نے اپنے کافر والد کو بڑے اخلاص اور محبت کے ساتھ اسلام کی دعوت دی۔ اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ابتدائی مسلمانوں کے دلوں میں تبلیغِ اسلام کا جذبہ بہت مضبوط تھا اور وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی دینِ اسلام کی طرف بلانے کی کوشش کرتے تھے۔

سوال: سریہ علقمہ بن مجزز کیوں بھیجا گیا تھا؟

جواب: حضور انور نے بیان فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علقمہ بن مجززؓ کی قیادت میں ایک سریہ اس اطلاع پر روانہ فرمایا کہ حبشہ کے کچھ جنگجو جدہ کے ساحل پر اتر آئے ہیں۔ اس خبر کے پیش نظر مسلمانوں نے احتیاطی اقدام کے طور پر یہ مہم بھیجی تاکہ اگر دشمن کی طرف سے کوئی حملہ ہو تو اس کا بروقت مقابلہ کیا جاسکے۔

سوال: اس مہم میں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اس مہم کے دوران ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ لشکر کے امیر نے مذاق کے طور پر آگ جلانے کا حکم دیا اور پھر سپاہیوں سے کہا کہ اس آگ میں کود جاؤ۔ بعض سپاہی امیر کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہو گئے جبکہ بعض نے اس پر تردد ظاہر کیا کیونکہ انہیں یہ عمل درست محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

سوال: اس واقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: جب یہ واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اہم اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام میں کسی انسان کی اطاعت جائز نہیں۔ اس ارشاد سے یہ اسلامی اصول واضح ہوتا ہے کہ کسی امیر یا رہنما کی اطاعت اسی حد تک ضروری ہے جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف نہ ہو۔

سوال: حضرت علیؓ کو کس مقصد کے لیے بھیجا گیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو ایک مہم پر قبیلہ طے کی طرف روانہ فرمایا۔ اس مہم کا مقصد وہاں موجود بت فُلس کو توڑنا تھا تاکہ شرک کے اس مرکز کو ختم کیا جاسکے اور لوگوں کو توحید کی طرف بلایا جاسکے۔

سوال: اس مہم میں کون قیدی بنی؟

جواب: حضور انور نے بیان فرمایا کہ اس مہم کے دوران عرب کے مشہور سردار حاتم طائی کی بیٹی سفانہ قیدی بن کر مدینہ منورہ لائی گئیں۔

سوال: سفانہ کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا سلوک فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ جب سفانہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت رحم، شفقت اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور عزت و احترام کے ساتھ واپس جانے کی اجازت دے دی۔

یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم اخلاق، رحم دلی اور انسانیت سے محبت کی روشن مثال ہے۔

سوال: سفانہ کس کی بہن تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ سفانہ دراصل مشہور صحابی حضرت عدی بن حاتمؓ کی بہن تھیں، جو اس وقت تک اسلام قبول نہیں کر پائے تھے۔

سوال: حضرت عدی بن حاتمؓ نے اسلام کیوں قبول کیا؟

جواب: حضور انور نے بیان فرمایا کہ بعد میں حضرت عدی بن حاتمؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق، سادگی، انصاف اور سچائی کو قریب سے دیکھا۔ اسی طرح انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض عظیم پیشگوئیاں بھی سنیں۔ ان باتوں سے متاثر ہو کر انہوں نے یقین کر لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتمؓ کو اسلام کے بارے میں کون سی پیشگوئیاں سنائیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتمؓ کو اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں چند عظیم پیشگوئیاں سنائیں، جن میں یہ شامل تھیں: ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں میں مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی، امن و امان اس قدر قائم ہو جائے گا کہ ایک عورت تنہا لمبا سفر کرے گی اور اسے کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا اور کسریٰ (ایران کے بادشاہ) کے خزانے مسلمانوں کو حاصل ہوں گے۔ بعد میں تاریخ نے ثابت کیا کہ یہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔

سوال: غزوۂ تبوک کب پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ غزوۂ تبوک سنہ 9 ہجری میں پیش آیا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے آخری غزوات میں سے ایک اہم غزوہ تھا۔

سوال: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کا کون سا غزوہ تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس شریک ہوئے۔

سوال: تبوک مدینہ منورہ سے کتنے فاصلے پر واقع ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ تبوک مدینہ منورہ سے تقریباً چھ سو پچاسی کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس زمانے میں اتنا طویل سفر انتہائی دشوار سمجھا جاتا تھا۔

سوال: اس غزوہ کو ”جیش العسرہ“ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اس لشکر کو جیش العسرہ یعنی ”تنگی کا لشکر“ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس مہم کے دوران مسلمانوں کو شدید گرمی، پانی کی کمی، مالی مشکلات اور طویل سفر جیسی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

سوال: قرآن کریم میں اس زمانے کو کیا نام دیا گیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اس زمانے کو ساعۃ العسرہ یعنی ”تنگی اور سختی کی گھڑی“ کہا گیا ہے۔

❁❁❁❁

سود کی مناہی اور مالی لین دین سے متعلق اسلامی تعلیم

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15/ جون 2007ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اسلام میں سود کے بارے میں کیا تعلیم دی گئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اسلام میں سود کو انتہائی سختی سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں سود لینے والوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ سود معاشرے میں ظلم، ناانصافی اور فساد کو جنم دیتا ہے اور غریب لوگوں کو مزید مشکلات میں ڈال دیتا ہے۔

سوال: سود کے معاشرتی نقصانات کیا ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ سود کے نتیجے میں کئی معاشرتی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص سود پر قرض لیتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ سود بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اپنی جائیداد اور مالی حیثیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس طرح خوشحال گھرانے تباہ ہو جاتے ہیں اور خاندان معاشی مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سوال: قرض لینے والوں کیلئے کیا نصیحت کی گئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ جس طرح سود دینے والے کو منع کیا گیا ہے اسی طرح قرض لینے والوں کو بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ بلاضرورت قرض نہ لیں۔ غیر ضروری اخراجات جیسے شادی بیاہ کی رسموں یا دیگر فضول خرچیوں کے لیے قرض لینا گھریلو سکون کو تباہ کر دیتا ہے اور انسان کو مسلسل پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سود کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے غیب سے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اسے سودی قرض لینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ آپؑ نے فرمایا کہ سود لینا اور دینا بھی دیگر بڑے گناہوں کی طرح سنگین گناہ ہے اور یہ انسان کے مال، عزت اور ایمان تینوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

سوال: غیر ضروری اخراجات کے بارے میں کیا ہدایت دی گئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اسلام سادگی کی تعلیم دیتا ہے۔ نکاح ایک نہایت سادہ عمل ہے جس میں کوئی خاص خرچ نہیں ہوتا۔ اگر انسان کفایت شعاری اختیار کرے تو اسے قرض لینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ فضول رسم و رواج اور دکھاوے کی خاطر قرض لینا انسان کو مشکلات میں ڈال دیتا ہے۔

سوال: سود کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سود کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو رقم دے اور اس پر پہلے سے فائدہ یا منافع مقرر کر لے۔ یعنی اگر کسی کو قرض دیتے وقت یہ شرط رکھ دی جائے کہ اتنا منافع ادا کرنا ہوگا تو یہ سود کی صورت ہے۔

سوال: تجارت اور سود میں کیا فرق ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ تجارت میں نفع اور نقصان دونوں کا امکان ہوتا ہے جبکہ سود میں پہلے سے نفع مقرر کر لیا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

سوال: قرآن کریم میں سود خوروں کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ ایسے کھڑے ہوں گے جیسے شیطان نے انہیں اپنے مس سے دیوانہ بنا دیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سود انسان کے اخلاق اور دل کی کیفیت کو بھی خراب کر دیتا ہے اور وہ دوسروں کی تکلیف کا احساس کھو دیتا ہے۔

سوال: اسلام میں قرض دینے والے کو کیا تعلیم دی

گئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی مقروض تنگ دست ہو جائے تو اسے مہلت دی جائے۔ قرآن کریم میں حکم ہے کہ اگر مقروض کی حالت کمزور ہو تو اس کے حالات بہتر ہونے تک اسے وقت دیا جائے اور اگر ممکن ہو تو اس کا قرض معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے۔

سوال: قرض کے معاملات کو محفوظ رکھنے کے لیے قرآن کریم کیا ہدایت دیتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے ہدایت دی ہے کہ جب بھی کسی معین مدت کے لیے قرض کا معاملہ ہو تو اسے تحریر میں لے آنا چاہئے۔ معاہدہ انصاف کے ساتھ لکھا جائے اور اس پر گواہ مقرر کیے جائیں تا کہ بعد میں کسی قسم کا جھگڑا یا غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

سوال: قرض کے معاہدے میں گواہوں کا کیا کردار ہے؟

جواب: قرآن کریم نے ہدایت دی ہے کہ قرض کے معاہدے میں دو مرد گواہ بنائے جائیں۔ اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائی جاسکتی ہیں تا کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ اس کا مقصد گواہی کو مضبوط بنانا ہے۔

سوال: اسلام میں معاشرتی امن قائم رکھنے کے لیے کیا اصول بیان کیے گئے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اسلام مواخات یعنی بھائی چارے پر مبنی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھیں، کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں اور مالی معاملات میں دیانت اور انصاف کو اختیار کریں۔

سوال: ناجائز طریقے سے مال حاصل کرنے کے بارے میں قرآن کریم کیا تعلیم دیتا ہے؟

جواب: قرآن کریم نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھائیں اور نہ ہی رشوت یا دھوکہ دہی کے ذریعے عدالتوں سے اپنے حق میں فیصلے کروائیں۔ ایسا کرنا معاشرے میں فساد اور نفرت کو بڑھاتا ہے۔

سوال: ایک مومن کے لیے مالی معاملات میں اصل رہنما اصول کیا ہونا چاہیے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ ایک مومن کو ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہئے۔ اگر انسان مالی معاملات میں بھی اللہ کے خوف اور انصاف کو مدنظر رکھے تو معاشرے میں امن، محبت اور بھائی چارہ قائم ہوسکتا ہے۔

* * *

جماعت احمدیہ تیاپور (کرناٹک) میں تقریب آمین

3/فروری کو جماعت احمدیہ تیاپور میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم سید ایاز احمد صاحب صدر جماعت نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم رفیق الزمان صاحب مربی دعوت الی اللہ، مکرم طیب احمد خان صاحب مبلغ انچارج ضلع یادگیر، مکرم محمد شہاب الدین صاحب نائب ناظر بیت المال آمد نے تقاریر کیں۔ اس موقع پر چار بچوں کی تقریب بسم اللہ ہوئی جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1.)	عزیز وجاہت احمد
(2.)	عزیز امر احمد عجب شیر
(3.)	عزیز غنی احمد عجب شیر
(4.)	عزیزہ طوبیٰ آفرین

اسی طرح تین بچیوں کی آمین ہوئی۔ جن کے نام اس طرح ہیں:

(1.)	عزیزہ سائرہ سلیم (ختم باترجمہ)
(2.)	عزیزہ سدرہ سلیم (ختم باترجمہ)
(3.)	عزیزہ سبیقہ (ختم باترجمہ)

اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن مجید کی برکات سے حصہ عطا فرمائے اور اپنی عملی زندگیوں میں اس کی تعلیمات کو ڈھالنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(محمد نصیر الحق مبلغ سلسلہ تیاپور و کرناٹک)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 ستمبر 2025ء بروز ہفتہ ساڑھے 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرمہ عطیہ انور صاحبہ

اہلیہ مکرم احمد سعید اختر صاحب مرحوم (Ash۔ یوکے)

۹/ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۸۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم ڈاکٹر محمد انور صاحب (سابق امیر جماعت جڑانوالہ) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ ۲۰۲۳ء میں پاکستان سے یوکے آئی تھیں اور اپنے بیٹے کے پاس Ash کے علاقے میں مقیم تھیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند اور غریبوں کا خیال رکھنے والی، بڑی ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے چندے باقاعدگی سے بروقت ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، دو بیٹیاں اور بہت سے نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم فضل الرحمٰن بسمل صاحب (سابق امیر جماعت بھیرہ) کی بہو اور مکرم محمود مجیب اصغر صاحب (حال سویڈن) کی بھابھی تھیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرمہ سیدہ ذکیہ خاتون صاحبہ

اہلیہ مکرم سید عبدالمالک صاحب (قادیان)

۱۱/اگست ۲۰۲۵ء کو ۷۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، غریب پرور، مہمان نواز، صابرہ و شاکرہ اور سادہ لوح مخلص خاتون تھیں۔ نظام جماعت کی اطاعت گزار اور خلافت سے گہرا اخلاص کا تعلق تھا۔ حضور انور کے خطبات جمعہ خاص اہتمام سے سنتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ دونوں بیٹے اور دو داماد واقف زندگی کارکنان ہیں اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم سید شہاب احمد صاحب (کارکن وکالت مال تحریک جدید قادیان) کی والدہ تھیں۔

(2) مکرمہ خالدہ بی بی صاحبہ

اہلیہ مکرم محمد ناصر احمد صاحب مرحوم

(۲۷۵ رب کرتار پور ضلع فیصل آباد)

۱۶/جون ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے اپنی مجلس میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دیندار، صابرہ و شاکرہ، بڑی شفیق، ہمدرد، غریب پرور، بڑی نڈر، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے سکول ٹیچر تھیں اور اپنی سروس کے دوران تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھیں۔ اپنے سٹاف اور ملنے جلنے والے لوگوں کو تبلیغ کے ساتھ ساتھ درود شریف کا ورد کرنے کی بھی تلقین کرتی تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالحئی گجر صاحب درجہ سادسہ کے طالب علم ہیں۔ آپ مکرم عرفان احمد صاحب کی ساس تھیں۔

(3) مکرم دانش جاوید شاہ صاحب

ابن مکرم سید جاوید شاہ صاحب (آف جرمنی)

۸/اگست ۲۰۲۵ء کو ۳۸ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا نظام جماعت سے گہرا مضبوط تعلق تھا اور بڑے فعال اور مخلص خادم تھے۔ آپ لوکل جماعت میں سیکرٹری وقف نو کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، بڑے خوش اخلاق اور ملنسار نوجوان تھے۔ اپنے تمام چندہ جات بروقت ادا کرتے اور جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ، دو بیٹے اور پانچ بھائی شامل ہیں۔ آپ کے بھائی مکرم عقیل شاہ صاحب (مربی سلسلہ) آجکل صدر مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆……☆……☆

جماعت ہائے احمدیہ بھارت میں یوم مصلح موعود کی شاندار تقاریب

20/فروری یوم مصلح موعود کے موقع پر بھارت کی مختلف جماعتوں میں یوم مصلح موعود کی تقاریب کا شایانِ شان انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ بعض جماعتوں میں خدام و اطفال نے متن پیشگوئی مصلح موعود زبانی یاد کی اور ان میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

جن جماعتوں میں تقاریب کا انعقاد کیا گیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

جماعت احمدیہ کیرنگ، تاراکوٹ (اڑیسہ)۔ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کیرنگ۔ جماعت احمدیہ امروہہ یوپی۔ جماعت احمدیہ کھجوری پاڑہ (اُڑیسہ)۔ جماعت احمدیہ قاری پاڑہ (بنگال) پورباعطاء پور (بنگال) پنکال (اُڑیسہ) نلہٹی (بنگال) بارچھک (اُڑیسہ)۔ علی پور دوار (بنگال)۔ بھرت پور (بنگال)۔ چندہ پور (تلنگانہ)۔ جماعت احمدیہ پُونچھ (جموں کشمیر)

(ادارہ)

قادیان دارالامان میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کی شاندار تقاریب

امسال قادیان دارالامان میں 22/فروری کو درج ذیل سات مقامات پر جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کی تقاریب منعقد ہوئیں۔ تمام اجلاسات میں درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں:

(1) پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر اور متن پیشگوئی

(2) حضرت مصلح موعود کے عہد میں ذیلی تنظیمات کا قیام اور اس کے خوشکن نتائج

1. **مسجد اقصیٰ:** یہ جلسہ محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں مکرم حافظ اسلم احمد صاحب نائب افسر لنگر خانہ نے تلاوت قرآن مجید پیش کی اور مکرم مرشد احمد ڈار صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے نظم پیش کی، بعدہٗ دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم نیاز احمد نائیک صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اور دوسری تقریر مکرم عطاء المجیب لون صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھات نے کی۔ بعدہٗ لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے 26 طلباء اور 63 طالبات میں ACADEMIC EXCELENCE CERTIFICATE سال 25-2024 اور میڈلز دئے گئے جو محترم منیر احمد حافظ آبادی صاحب نے دئے اور طالبات میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے تقسیم کئے۔ مسجد اقصیٰ میں منعقدہ جلسہ میں محلہ دارالفتوح، باب الابواب، مبارک، اقصیٰ، باب الامن، ناصر آباد کے کم وبیش 220 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

2. **مسجد مہدی:** یہ جلسہ محترم ایم ناصر احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں تلاوت قرآن مجید عزیزم عبد المالک صاحب نے پیش کی اور نظم عزیزم عفان احمد تقی صاحب نے پیش کی، بعدہٗ حسب پروگرام دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم طاہر احمد چیمہ صاحب قائد عمومی انصار اللہ بھارت نے کی اور دوسری تقریر مکرم مامون رشید تبریز صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ قادیان نے کی۔ اس جلسہ میں کم وبیش 110 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

3. **مسجد محمود:** یہ جلسہ محترم جاوید احمد لون صاحب ناظر دیوان کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ وقاص احمد ریشی صاحب نے پیش کی اور نظم مکرم حافظ لقمان احمد تقی صاحب نے پیش کی۔ بعدہٗ حسب پروگرام دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم ایچ شمس الدین صاحب قائد تربیت انصار اللہ بھارت نے اور دوسری تقریر مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نائب صدر انصار اللہ صفِ دوم نے کی۔ اس جلسہ میں کم وبیش 235 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

4. **مسجد مسرور:** یہ جلسہ محترم محمد نسیم خان صاحب نائب امیر اوّل قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ نعیم پاشا صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے پیش کی اور نظم مکرم محفوظ احمد شاہ صاحب نے سُنائی۔ بعدہٗ حسب پروگرام دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم تبریز احمد سلیچہ صاحب معاون ناظر تعلیم قادیان نے کی۔ دوسری تقریر مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب قائد تعلیم القرآن انصار اللہ بھارت نے پیش کی۔ اس جلسہ میں محلہ مسرور، دارالبرکات، دارالرحمت، دارالعلوم کے کم وبیش 200 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

5. **مسجد انوار:** یہ جلسہ محترم حافظ مخدوم شریف صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ مظفر احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے پیش کی اور نظم مکرم سعید احمد ملکانہ صاحب مربی نظامت جائیداد نے پیش کی۔ بعدہٗ حسب پروگرام دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم لئیق احمد ڈار صاحب مربی نظارت علیاء نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم محمد شریف کوثر صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ نے کی۔ اس جلسہ میں محلہ دارالانوار جنوبی، دارالانوار شمالی، دارالحمد کے کم وبیش 325 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

6. **مسجد طاہر:** یہ جلسہ محترم حافظ شریف الحسن صاحب ناظم ارشاد وقف جدید قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں تلاوت قرآن مجید مکرم مسرور احمد لون صاحب نے پیش کی اور نظم عزیزم حشام احمد صاحب متعلم تعلیم الاسلام اسکول نے سُنائی۔ بعدہٗ حسب پروگرام دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم نسیم احمد ڈار صاحب مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ بھارت نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم سید شرجیل احمد صاحب مہتمم مقامی خدام الاحمدیہ قادیان نے پیش کی۔ اس جلسہ میں کم وبیش 150 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

7. **مسجد بشیر:** یہ جلسہ محترم ایس ایم بشیر الدین صاحب نائب صدر انصار اللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں تلاوت قرآن مجید عزیزم شرافت حسین گنائی صاحب نے پیش کی اور نظم عزیزم عاشر احمد بیگ صاحب نے سُنائی۔ بعدہٗ حسب پروگرام دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مولوی سید سعید الدین احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ بھارت نے پیش کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم نجیب اللہ نائیک صاحب مربی نظارت علیاء نے کی۔ اس جلسہ میں کم وبیش 65 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

❀ ❀ ❀

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12554: میں غلام عظیم الدین ولد مکرم غلام کلیم الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈاٹا انالسٹ عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن: فلک نما حیدر آباد تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ضیاءالدین العبد : غلام عظیم الدین گواہ : فاصل احمد

مسل نمبر 12555: میں شاہدہ بانو زوجہ مکرم شیخ اسحاق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 27 نومبر 14974ء پیدائشی احمدی ساکن: کڑ ڈاپلی کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 نومبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد چین، دو عدد چوڑی، دو عدد کان کی بالیاں، دو عدد انگوٹھی، دو عدد نوز پن (تمام زیورات 3 تولہ 22 کیریٹ ہے) زیور نقرئی 2 جوڑی پازیب 2 تولہ۔ حق مہر -/19,501 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ اسحاق الامۃ : شاہدہ بانو گواہ : محمد فضل عمر

مسل نمبر 12556: میں رخصانہ کوثر زوجہ مکرم جاوید احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 5 مارچ 1991ء پیدائشی احمدی ساکن: کالابن ڈاکخانہ دھری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 نومبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار، دو عدد چوڑیاں دو عدد کوکا (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/1,50,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شفیق احمد بھٹی الامۃ : رخسانہ کوثر گواہ : رفیق احمد بیگ

مسل نمبر 12557: میں جاوید احمد ولد مکرم محمد بشیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 15 اپریل 1974ء پیدائشی احمدی ساکن: کالابن ڈاکخانہ دھری ارلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 نومبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ مکان ایک پختہ کمرہ ملکیت خسرہ نمبر 171، زمین کالابن میں موروثی 3 کنال خسرہ نمبر 171 خسرہ نمبر 172 اور خسرہ نمبر 82/83، 15 مرلہ زمین ملکیت خسرہ نمبر 11، قادیان ننگل باغبان میں تین چھوٹے مرلہ۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سفیر احمد بھٹی العبد : جاوید احمد گواہ : رفیق احمد بیگ

مسل نمبر 12558: میں رفیم احمد ولد مکرم محمد رفیق صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: یکم اپریل 2000 پیدائشی احمدی ساکن: چارکوٹ مسرور آباد ڈاکخانہ دھری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 نومبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : رفیق احمد بیگ العبد : رفیم احمد گواہ : مظفر احمد ندیم

مسل نمبر 12559: میں سجیلہ عقیل بنت مکرم عقیل احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن: ننگل باغبانہ قادیان صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 نومبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نصرت جہاں بیگم الامۃ: سجیلہ عقیل گواہ: رضوان احمد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 19 March - 2026 Issue. 12

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

توحید کے قیام کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی قربانیاں

اُمّت مسلمہ کو حقیقی توحید کی سمجھ عطا ہونے کیلئے دُعا کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیرالمومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ 13/مارچ 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حوالے سے دو جمعہ پہلے میں نے توحید کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ذکر کیا تھا۔ یہ وہ مقصد تھا جس کے قیام کے لیے آپؐ آئے اور اس کے لیے نہ صرف آپؐ کے اپنے قول وفعل سے آپ کی تڑپ کا اظہار ہوتا ہے بلکہ آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں، اپنے ماننے والوں میں بھی توحید کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہنے کی ایسی روح پھونکی جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آج بھی میں آپؐ کی سیرت کے اسی پہلو کا ذکر کروں گا اور اس حوالے سے بعض صحابہؓ کی قربانیوں کا بھی ذکر آ جائے گا۔ ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا تم ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ بات نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس پر وہ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ اس وقت کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے دوست کی خبر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نکلے اور مسجد حرام میں پہنچے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپؐ کے اردگرد اکٹھے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تمہارا بُرا ہو۔ کیا تم اس لیے اس شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے؟ اس پر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو تو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف لپکے اور ان کو مارنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی کہتی ہیں کہ آپ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ آپ کے ہاتھ میں آ جاتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ بازار سے گزر رہے تھے تو مکہ کے اوباشوں کی ایک جماعت آپؐ کے گرد ہو گئی اور رستہ بھر آپؐ کی گردن پر یہ کہہ کر تھپڑ مارتی چلی گئی کہ لوگو یہ وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ آپؐ کے گھر میں اردگرد کے گھروں سے متواتر پتھر پھینکے جاتے تھے، آپؐ کے گھر میں گندی چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ کھانا پکانے والی جگہوں میں بھی گندی چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ لیکن ہزاروں ہزار درود ہوں آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر کہ توحید کے قیام کے لیے جو تڑپ آپؐ کے سینے میں موجزن تھی وہ کبھی بھی ایک لحہ کے لیے کم نہ ہوئی اور آپؐ نے ان ساری تکالیف کو گویا قلبی بشاشت کے ساتھ بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا اور پھر بھی بنی نوع انسان سے شفقت اور محبت میں ذرا برابر بھی کمی نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد حرام میں کھڑے ہوئے اور مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم کہو: لا الٰہ الا اللّٰہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ قریش آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ حارث بن ابی ہالہ سب سے پہلے آپ ﷺ کے پاس پہنچے۔ حارث نے آپ کو بچانے کے لیے ان لوگوں سے لڑنا شروع کر دیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ کر دیا۔ پھر وہ سارے ان پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا۔

کفارِ مکہ نے تین سال تک آپؐ کو اور آپؐ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں اس طرح قید رکھا کہ ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ جب یہ ختم ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے توحید کا پرچار پہلے سے بڑھ کر عام کر دیا۔

آپؐ کے سفر طائف کا بھی مشہور واقعہ ہے وہاں آپؐ پر جو ظلم ہوا تاریخ میں مختلف حوالے سے بیان ہوا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے جب شعب ابی طالب کا محاصرہ اٹھ گیا تو آنحضرت ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ طائف میں جا کر وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ نے طائف میں دس دن قیام کیا اور شہر کے بہت سے رؤساء سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی مگر اس شہر کی قسمت میں بھی مکے کی طرح اس وقت اسلام لانا مقدر نہ تھا۔ آخر آپؐ نے طائف کے رئیس اعظم کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دی مگر اس نے بھی صاف انکار کیا اور کہنے لگا بہتر ہوگا آپ یہاں سے چلے جائیں۔ اس کے بعد اس بدبخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپؐ کے پیچھے لگا دیے۔ یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپؐ کے پیچھے ہو لیے اور آپؐ پر پتھر برسانے شروع کیے جس سے آپؐ کا سارا بدن خون سے تربتر ہو گیا۔ طائف سے تین میل کے فاصلے پر مکے کے رئیس عتبہ بن ربیعہ کا ایک باغ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں آ کر پناہ لی اور ظالم لوگ تھک کر واپس لوٹ گئے۔ عتبہ نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس کے ہاتھ آپؐ کو ایک کشتی میں انگور بھیجے۔ آپؐ نے عداس سے اس کا نام پوچھا اور کہا تم کہاں سے ہو؟ اس نے کہا میں نینوا سے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہاری بستی میں آنے والے نبی یونس بن متیٰ کا بھائی ہوں۔ تھوڑی دیر آنحضرت ﷺ نے اس باغ میں آرام فرمایا اور پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔

آنحضرت ﷺ توحید کے قیام کے لیے مکے میں انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ عرب کے بازاروں میں چلے جایا کرتے اور وہاں خدائے واحد لاشریک کی طرف آنے کا پیغام دیتے۔

مکہ سے باہر مختلف جگہوں پر لوگ اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ انہیں اسواق العرب کہا جاتا تھا۔ ان میں عکاز، مجنّہ اور ذوالمجاز عرب کے بازار تھے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایام حج میں عکاز اور مجنّہ کے میلوں میں جاتے اور لوگوں کو گھروں اور قیام گاہوں میں جا کر دعوت دیتے۔ آپؐ فرماتے کون ہے جو مجھے پناہ دے گا؟ کون ہے جو میری مدد کرے گا تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچا دوں۔

صحابہ کرامؓ پر بھی توحید کے قبول کرنے پر بہت ظلم ہوئے۔ قریش مکہ ایک طرف آنحضرت ﷺ کو تبلیغ اسلام سے روکنے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم و بربریت کا وہ بازار گرم کیا اور ایسا وحشیانہ سلوک کیا کہ قلم میں تفصیل لکھنے کی طاقت نہیں۔ حضرت بلالؓ ایمان لائے تو ان کے مالک نے ان کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا ربّ لات اور عزّیٰ ہے مگر آپؓ احد، احد ہی کہتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو سات اوقیہ یعنی ۲۸۰/درہم میں خرید کر آزاد کر دیا۔

قریش مکہ صرف مسلمانوں پر ہی ظلم نہ کرتے بلکہ رسول کریم ﷺ کی ذات مبارک بھی کسی طرح محفوظ نہ تھی۔ سب سے زیادہ اذیت اور دکھ اور تکلیف کا سامنا آنحضرت ﷺ کو کرنا پڑا۔ آپؐ کا نام محمد تھا۔ اس نام کو بگاڑ کر مذمم کہا جاتا یعنی نعوذ باللہ سب سے زیادہ مذمت کیا جانے والا۔ آپؐ کو کذاب اور جھوٹا کہا جاتا، فریبی، لالچی اور دھوکے باز کہا جاتا۔ پتھر مارے جاتے اور کبھی گندگی آپ پر ڈالی جاتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے، کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔

اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا وہ غلطی پر ہیں۔ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔ (۱) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے۔ (۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیت جلّ شانہ کی اُس کے دل میں جاگزین ہو کہ جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اُس کی راحت جان ہو جس کے بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اس کی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے کہ بجز متابعت ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے۔

پس ہمیں چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ سچا عشق کریں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کو توحید کے قیام کے لیے بھیجا ہے اور ہم نے آپ کی بیعت کی ہے۔ اس لیے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ رمضان کے دنوں میں خاص طور پر ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ توحید کے قیام کے لیے ہم سب سے آگے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ امت مسلمہ کے لیے بھی دعا کریں یہ بھی حقیقی توحید کو سمجھنے والے ہوں اور اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

آخر پر حضور انور نے مکرم ذکراللہ تایو ایوب صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا کا ذکر خیر فرمایا نیز اُن کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ آپ گذشتہ دنوں ۸۰/سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ ۱۹۶۵ء میں ایک رؤیا کے ذریعہ بیعت کی۔ ۱۹۶۶ء میں مشنری ٹریننگ کالج گھانا میں داخلہ لیا۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۷۰ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پھر واپس نائیجیریا آئے اور خدمت کا آغاز کیا۔ مختلف مقامات پر خدمت کی توفیق ملی۔ نائب امیر بھی رہے، جامعہ احمدیہ نائیجیریا میں بطور پرنسپل بھی رہے۔ بہترین کھلاڑی بھی تھے۔ اچھے مصنف، ماہر لسانیات اور شاعر بھی تھے۔ نہایت مخلص، وفادار اور عاجز انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین

⁂

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad